قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی خط و کتابت منیجر

الفضل قادیان

کے پتہ پر ہو!

چندہ سالانہ

غیر ممالک سے

پانچ روپیہ

پیشگی




# الفضل


ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

جلد ۱ | ۸ - اکتوبر ۱۹۱۳ء مطابق ۷ - ذیقعد ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر ۱۷


## مدینۃ المسیح

**ایوان خلافت** حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اس ہفتہ میں اچھی رہی - اور درس قرآن مجید و بخاری شریف رجال و نساء میں حسب معمول دیتے رہے - حضور اخبار "الفضل" کو بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے ہیں ۔

**اہل بیت** سب خیر و عافیت ہے - صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنے وقت کا کچھ حصہ تعلیم الاسلام میں بھی دیتے ہیں - باقی وقت بی - اے کے امتحان کے لئے سٹڈی اور دینی کتب کے مطالعہ میں صرف فرماتے ہیں - صاحبزادہ شریف احمد صاحب ففتھ ہائی میں باقاعدہ تعلیم پاتے ہیں ۔

**صدر انجمن** ۴ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کو صدر انجمن کا اجلاس ہوا - اور جن امور کا فیصلہ ہوا وہ بعد میں معلوم ہونگے - ۲۸ ستمبر کو اجلاس ہونا تھا - مگر نہ ہو سکا ۔

**آمد مہمانان** میر حامد علی شاہ صاحب چند احباب کے ہمراہ سیالکوٹ سے اور سید عبد الستار شاہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن رعیہ سے - منشی نواب خاں صاحب پنشنر تحصیلدار حال سب رجسٹرار سوہدرہ سے - ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور سے - میاں عبد المجید عبد الرشید ابناء میاں چراغ دین صاحب لاہور - چوہدری محمد حسین صاحب سابق گرداور ظفروال سے تشریف لائے - کم و بیش تیس کے قریب مہمان رہے ۔

**نکاح** ۳ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کو جمعہ کے بعد بابو ایوب احمد سگنیلر ریلوے خوشاب کا نکاح اپنے چچا میاں غلام رسول دہلوی کی بیٹی حمیدہ نام سے بمہر مبلغ ۱۳۵ روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ سے ہوا - اللہ تعالیٰ اس نکاح کو بابرکت فرمائے ۔

**متفرقات** شیخ یعقوب علی صاحب ایک دو روز کے لئے لاہور گئے - خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب بھی لاہور گئے تھے - اور جلد واپس تشریف لے آئے - موسم سرما آ رہا ہے - ۱۵ر اکتوبر کو مدرسوں کے اوقات تبدیل ہوں گے - اور سٹڈی رات کو ہوا کریگی - ہیڈ ماسٹر صاحب ٹی - آئی - ہائی سکول بورڈروں کے لئے گیس لائیٹ مہیا کرنے کی فکر میں ہیں + بورڈنگ کے متصل جو زمین ہے اس کا کچھ حصہ فروخت ہونے والا ہے اس سے پہلے کرایہ پر دینا کی تجویز تھی - مگر یہ تجویز نہ چل سکی ۔

**الفضل کی خط و کتابت** یہ بہت ضروری بات ہے - کہ اخبار کے متعلق خط و کتابت ہو وہ بلحاظ عہدہ ہونی چاہیئے یعنی یہ لکھا جائے منیجر اخبار "الفضل" قادیان اور نہ کسی کا نام ہو کیونکہ ملازم بعض اوقات رخصت پر چلا جاتا ہے اور اس کے پیچھے اس کے نام کی چٹھی کھولی نہیں جا سکتی - اور اسی طرح تعمیل میں سخت حرج ہوتا ہے - بلکہ اخبار کے دفتر کے متعلق جو چٹھی ہو - اس میں صاحبزادہ صاحب کا نام بھی نہیں ہونا چاہیئے - کیونکہ آپ بھی بعض اوقات سفر پر ہوتے ہیں - نہ صرف الفضل کے لئے بلکہ تمام اخباروں اور دفاتر کے متعلق یہی اصل مدنظر ہے +


(باہتمام میرزا عبد الغفور بیگ - صاحب منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے چھپکر شائع ہوا ۔

# برقی خبریں

## معاملات بلقان

**بلغاریہ و ٹرکی کا معاہدہ** ۲۹ ستمبر کو ٹرکی و بلغاریہ کے باہمی معاہدہ صلح پر دستخط ہو گئے۔ اس عہدنامہ کے بعض خفیہ دفعات بھی ہیں۔ جن کی رو سے ان مسلمان عورتوں کو واپس کیا جائیگا جن سے بلغرا فسروں نے جبراً شادی کر لی ہے۔ نیز طرفین نے بھگائے ہوئے لڑکے اور لڑکیوں کے واپس کئے جانے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ دستخط کے بعد ترکی وزیر اعظم اور بلغاری وکیل مطلق نے دوستانہ تقریریں کیں۔ اور باہمی اتفاق و اتحاد کا یقین دلایا +

**ٹرکی و یونان** بلغاریہ کے ساتھ اتحاد ہو جانے سے ٹرکی کی حالت اچھی ہو گئی ہے۔ باب عالی کو توقع ہے کہ بلغاریہ کا معاہدہ یونان کے ساتھ گفتگوئے صلح اور عہدنامہ کرنے میں بنیاد ثابت ہوگا۔ یونان کو شکایت ہے۔ کہ ٹرکی عمداً گفتگوئے صلح میں تعویق کرتی رہی ہے۔ اور اب آکر گفتگو کی بنیاد تمام و کمال بدل دی ہے۔ یونان جزائر کی بحث کو بیچ میں لانے سے قطعی انکار کرتا ہے۔ اور مدافعت کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ بحری فوج محفوظہ کے سپاہیوں کو تین دن کے اندر اندر جمع ہو جانیکا حکم دیدیا گیا ہے۔ اور دیدہ غاج سے بھی اپنی فوج واپس ہٹالی ہے +

**سرویا اور البانیہ** البانیہ میں شورش رو بہ ترقی ہے البانیہ والے اپنی پوری طاقت سرویا کے خلاف صرف کر رہے ہیں۔ مانٹینیگرو نے سرحد پر کے جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ سربی سپاہ ڈیرا اور آچریڈا میں دوبارہ داخل ہو گئی ہے اس پر آسٹریا نے سرویا کو متنبہ کیا ہے کہ لنڈن کانفرنس کے فیصلہ کی پابندی کرنا سرویا کے لئے ضروری ہے۔ سرویا کہتا ہے کہ وہ صرف مدافعت کر رہا ہے۔ البانی علاقہ پر قبضہ رکھنے کا ارادہ نہیں۔ ایسد پاشا اور اسمٰعیل کمال بے میں سخت ناچاقی ہے۔ اسد پاشا مجلس وزراء کی اصلاح اور ولونا کی بجائے ڈیورازو کو صدر مقام رکھنے پر مصر ہے حد بندی کے لئے یوروپین کمشنر جمع ہو رہے ہیں۔ لیکن بدنظمی اور ابتری کے باعث اُن کا کام مشکل ہو رہا ہے +

**قسطنطنیہ** کا اخبار اجتہاد اس جرم میں بند کر دیا گیا ہے۔ کہ اُس نے شاہزادہ الدین آفندی ولیعہد سلطنت کی نسبت لکھا تھا۔ کہ وہ جمہوریت کے حامی ہیں۔ اسلام کو جمہوریت پر مبنی بتاتے ہیں اور شاہزادگان کا عوام سے اختلاط پسند کرتے ہیں۔ شاہزادہ صاحب کے حاجب کو بھی موقوف کر دیا گیا ہے +

# دیگر خبریں

**ایران** میں لار قوم کے قزاقوں اور فوجی پولیس کے مابین لڑائی ہوئی۔ ۷۰ لار مارے گئے اور ۳۰ قید ہوئے۔ دو ایرانی افسر زخمی اور تین سپاہی مقتول ہوئے۔ جنگ میں قزاقوں کا زور ہو گیا تھا۔ سلطان آباد کے مغرب میں ہر ایک بڑے رہزن گروہ کو فوجی پولیس نے شکست دی ہے۔ عین الدولہ نے وزارت داخلیہ کا چارج لیلیا ہے +

**طرابلس** میں اطالیوں کے بیان کے مطابق عربوں اور اطالیوں میں لڑائی ہوئی۔ اول الذکر کے ۱۰۰ مقتول اور موخر الذکر کے ۴ مقتول ۲۴ مجروح ہوئے۔ عربوں کو دو مقاموں سے خارج کر دیا گیا +

**چین و جاپان**:۔ جاپان نے چین کو تین دن کی مہلت دیکر اپنے مطالبات کی تکمیل پر زور دیا۔ چین نے ڈر کر کامل طور پر جاپانی مطالبات کی تعمیل کر دی۔ جنرل چنگ نے جاپانی کونسل متعینہ سے معافی مانگی۔ اور رجمنٹ ۷ ۲ نے سفیر مذکور کی سلامی اتاری +

**جنوبی افریقہ** کے ہندوستانیوں نے پُرامن مدافعت کا عزم کر لیا ہے۔ جلسے کر رہے ہیں مسٹر گاندھی کہتے ہیں۔ کہ جوہانسبرگ کی ہندوستانی عورتوں نے اپنی مقید بہنوں کی ہم قسمت بننے کا فیصلہ کر لیا ہے +

**مکسیکو** میں خانہ جنگی زوروں پر ہے۔ سینکڑوں جانوں کا نقصان ہو رہا ہے +

**السٹر** کی عارضی حکومت کا پہلا اجلاس یکم اکتوبر کو ہوا۔ لیکن لبرل حلقوں میں امید کیجاتی ہے۔ کہ مسئلہ ہوم رول پر باہمی سمجھوتہ ہو جائیگا۔ اور اختتام سال سے قبل یہ بل قانون بن جائیگا +

## ہندوستان کی خبریں

**حادثہ کانپور** مسٹر ڈلی۔ آر آئی سپیشل سیشن جج مقرر ہو کر دو ماہ کے لئے کانپور آئے ہیں۔ وہ ۱۸ اکتوبر سے ماخوذین ہنگامہ کانپور کے مقدمہ کی سماعت شروع کریں گے۔ مسٹر بائینہ سابق وکیل سرکار اب بھی مقدمہ کی پیروی کریں گے۔ لیکن ان کے ہمراہ مسٹر ڈلن بیرسٹر الہ آباد بھی ہوں گے۔ ملزمین کی طرف سے مسٹر نارٹن مسٹر مظہر الحق و دیگر مسلمان بیرسٹر ان پیروکار رہیں گے۔ مسٹر نارٹن بڑے بڑے گواہوں پر خود جرح کریں گے۔ گورنمنٹ کی طرف سے پیس افسروں کی تردید کی گئی ہے۔ کہ سرکار مقدمہ کے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے +

**دہلی میں** ۴ اکتوبر کو مسلمان شرفا و رؤسا کا عظیم الشان جلسہ زیر صدارت نواب صاحب رامپور منعقد ہوا۔ مسلم اخبارات کو زیادہ نرم اور معتدل لہجہ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی +

**لکھنؤ** کا اخبار مسلم گزٹ بند ہو گیا +

**حضور وائسرائے** نے مصیبت زدگان کانپور کے لئے ۵۰۰ روپیہ اور سر جیمز میسٹن صاحب نے ۲۵۰ روپیہ چندہ دیا ہے۔ کانپور کا کوتوال تین ماہ کی رخصت پر گیا ہے +

**پیپلز بنک** کے متعلق پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان۔ کلکتہ اور لکھنؤ میں جلسے ہو رہے ہیں اور بنک کے دوبارہ اجراء پر زور دیا جا رہا ہے +

**ہندوستان بنک** نے بھی جس کے منتظم لالہ ہرکشن لال کے بھائی دولت رام ہیں۔ روپیہ کا لین دین بند کر دیا ہے +

**سندھ** کے دو انسپکٹران پولیس جبراً اقبال جرم کروانے کی پاداش میں ماخوذ ہیں۔ تیسرا ملزم ہیڈ کانسٹبل مفرور ہے +

**گورنمنٹ** نے لائق ہندوستانی نوجوانوں کو علوم مشرقیہ میں مہارت پیدا کرنے کے لئے سو سو روپیہ کے وظائف منظور فرمائے ہیں +

**بابو منوہر دین** صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ ضلع گورداسپور کی تبدیلی کی خبر پہونچی ہے۔ بابو صاحب چار پانچ سال ضلع میں رہے ہیں۔ پبلک ان کے اخلاق حمیدہ اور حسن سلوک سے بڑی خوش ہے +

**گذشتہ** دس سال کے اندر تیس ملین یعنی تین کروڑ مریضوں کا علاج کیا گیا ہے کل خرچ ۹۳۴۴۰۹ پونڈ ہوا۔ جس میں صرف ۵۵۷۴ پونڈ یعنی کل خرچ بیسواں حصہ ہندوستانی رؤساء و شرفا نے عطا کیا +

**ہرجانہ** مسٹر کے۔ وی شمران نے جو مسز اینی بسنٹ کے مقدمہ بخلاف ڈاکٹر نائرمین ڈاکٹر کا وکیل تھا۔ مسز بسنٹ کے خلاف مدراس میں اس بنا پر پندرہ ہزار روپے ہرجانہ کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ کہ مسز نے اس بیان کو جو اس کے خلاف عدالت میں کیا گیا تھا۔ غلط و جھوٹا ظاہر کیا۔ اور جب شمران نے مسز کو کہا۔ کہ وہ معافی مانگے۔ تو مسز نے معافی مانگنے سے انکار کیا +

**کمشنر** پولیس کلکتہ نے کالج سکوئر میں ہیڈ کانسٹبل کے قاتل یا قاتلوں کا سراغ لگانے کے بارہ میں پبلک سے امداد طلب کی ہے۔ دو لڑکے شبہ میں گرفتار کئے گئے ہیں +

**ہوڑہ** سے بیباکانہ ڈکیتی کی خبر پہونچی ہے۔ ہرساگنج گاؤں میں ایک شخص کے مکان پر ایک درجن مسلح ڈاکو آپڑے۔ زر و زیور دو ہزار روپے کا لے گئے +

**مشرقی** بنگال میں مصنوعی جنگ کے لئے سپاہ کا اجتماع تعطیلات کرسمس کے بعد جنوری میں ہوگا۔ سر آبرٹ مکالن کی تشنگ کمشنو سپاہ مذکور کے افسر ہونگے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

# الفضل قادیان

بروز بدھ مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

## دہلی میں امن کانفرنس ہو

ہرچہ دانا کند کند ناداں * لیک بعد از ہزار رسوائی * اگر لوگ اپنے کاموں سے پہلے سوچ لیا کریں۔ کہ ہم کیا کرنے لگے ہیں۔ اور ہمارے کاموں کا نتیجہ کیا نکلیگا۔ تو کبھی انہیں دکھ نہ اٹھانا پڑے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک جان کل کے لئے جو سامان کیا ہے اس پر خوب غور و فکر کرے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ کہ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔ پس ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر ایک کام کے کرتے ہوئے اس بات پر غور کر لے۔ کہ اس کے نتائج آئندہ کیا نکلینگے۔ اور ان کا میرے دین یا دنیا پر کیا اثر پڑے گا۔ اگر نتائج نیک نکلنے کی امید ہو۔ تو اس پر عملدرآمد کرے ورنہ محترز رہے۔ لیکن آج کل جبکہ جوش بیجا لوگوں کے دماغوں پر مستولی ہے اور عقل و خرد کی بجائے کوتہ بینی اور سبک سری نے نوجوانوں کو اپنا رام کیا ہوا ہے۔ کوئی واقعہ پیش آئے جس سے غریب مسلمانوں کے جوشوں کو ہیجان میں لایا جا سکے جھٹ ایک بات کا بتنگڑ بنا کر ایسی ایسی رنگ آمیزیوں کے ساتھ اسے پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ کہ گویا گورنمنٹ نے اب مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ مسلمانوں اور اسلام (نعوذ باللہ) کو قلع قمع کر دیا جائے۔ اس قسم کی تحریکات کے محرک نہ معلوم کن کن غیر معلوم فوائد کو مد نظر رکھتے ہونگے۔ لیکن اس ناعاقبت اندیشی کا جو نتیجہ نکلتا ہے اس کا خمیازہ دوسروں کو بھگتنا پڑتا ہے *

اگر مسلمانوں کی اس جدید روش سے متاثر ہو کر مختلف دفاتر سرکاری میں مسلمان امیدواروں کو نقصان پہونچے۔ اور زمانہ گذشتہ کے ٹھیکیدار اپنے بھائی بندوں کو ملازمت سرکاری میں لانے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ نقصان بھی عوام کو پہونچیگا۔ وہ اخبار کا ایڈیٹر جو اپنی منبر پر بیٹھ کر دھواں دار مضامین لکھتا ہے۔ اسے اس سے کچھ گزند نہیں پہونچے گا *

اگر گورنمنٹ ایسے ایڈیٹر اور مالک اخبار سے مطبع یا اخبار کی ضمانت بھی طلب کرتی ہے۔ تو اس کا اثر بھی آگے ہی نسبتاً خالی شدہ غریب مسلمانوں کی جیبوں پر پڑتا ہے علاوہ وہ پھر بھی مزے میں رہتا ہے۔ اور بجائے نقصان اٹھانے کے اپنی جیب سے کچھ رقم نکلجانے کے ضمانت داخل کرنے کے بعد اس کی جیب پہلے سے زیادہ بوجھل نظر آتی ہے *

لیکن ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ اب ایک جماعت کو اسطرف توجہ ہوئی ہے۔ کہ جسطرح ہو سکے اس شورش کو دور کیا جائے۔ اور ترغیب و ترہیب جسطرح سے ہو۔ ان تیز مزاج اخبار نویسوں کو سمجھایا جائے۔ جو اپنی شہرت و نیکنامی کی خاطر ملک کو خطرناک نقصان پہونچا رہے ہیں *

دہلی کی خبر ہے کہ یکم اکتوبر کو چند سر برآوردہ رؤساء و وکلاء کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی غرض اس معاملہ پر غور کرنا تھا کہ موجودہ شورش کو کسطرح دور کیا جائے۔ اور اس وقت مسلمان کیا رویہ اختیار کریں۔ نواب صاحب رامپور اس مجلس کے پریزیڈنٹ تھے۔ اور حاضرین میں قریباً ساٹھ مشہور واقفکاران حال تھے *

نواب صاحب رامپور نے مختصر طور پر جلسہ کی اغراض کا بیان کیا۔ کہ مسلم اخبارات کو عموماً اور بعض اخبارات کو خصوصاً توجہ دلائی جائے۔ کہ آئندہ وہ کسیقدر معتدل رویہ اختیار کریں۔ اور اسی طرح اسلامی انجمنوں اور مجالس سے بھی استدعا کیجائے۔ کہ وہ بھی اس کام میں جہانتک ہو سکے ہاتھ بٹائیں اور کہ حاکم و محکوم کے خوشگوار تعلقات کو بحال رکھنے اور موجودہ حالت کو خیرباد کہنے کی تحریک کریں کیونکہ یہ حالت نہ اسلام کے مطابق اور نہ مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ حادثہ کانپور کے متعلق نواب صاحب نے بیان کیا۔ کہ وہ بیوگان اور یتامیٰ کے لئے پنشن کی تجویز گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اور آپنے فرمایا۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر مسلمان اپنی موجودہ روش میں تغیر کریں گے۔ اور اصلاح سے کام لیں گے۔ تو گورنمنٹ ان کی تمام جائز خواہشات پر ممکن سے ممکن توجہ کریگی *

اس تقریر کے بعد آنریبل مسٹر محمد شفیع۔ آنریبل سید رضا علی مسٹر حامد علی خاں۔ نواب مزمل اللہ خاں۔ نواب سربلند جنگ اور کنور احمد سعید خاں صاحبان نے بھی اسی مطلب کی تقریریں کیں۔ اور آخر میں آنریبل مسٹر محمد شفیع صاحب نے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ یہ جلسہ پریذیڈنٹ کے مشورہ کو پسند کرتا ہے۔ اور اس میں جن ضروریات کا اظہار کیا گیا ہے ان کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش ہے۔ کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک قائم مقام جلسہ منعقد کر کے پریزیڈنٹ کی تقریر میں ظاہر کردہ ضروریات کے متعلق مناسب تجاویز اختیار کیجائیں۔ اس ریزولیوشن کی نواب مزمل اللہ خاں صاحب نے تائید کی۔ اور کثرت رائے سے پاس ہوا *

اس کے علاوہ یہ بھی فیصلہ ہوا۔ کہ ہز ہائینس سے درخواست کی جائے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے۔ وہ کسی مناسب تاریخ پر جلسہ مذکور منعقد فرمائیں *

یہ بھی خبر ہے کہ نواب صاحب رامپور نے بذریعہ تار سر راجہ محمد علی خان والئے محمود آباد سے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ وہ اس مجلس کے آئندہ اجلاسوں کا سیکرٹری ہونا منظور فرمائیں *

ہم اس خبر کو پڑھ کر نہایت ہی خوش ہیں۔ کہ وہ آواز جو سب سے پہلے الفضل نے اٹھائی تھی۔ اس کی گونج ملک کے مختلف حصوں سے اٹھ کر اب ہندوستان کے دارالخلافہ میں ایک باقاعدہ سوسائٹی کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور کم سے کم ایک جماعت کو اس بات کا احساس ہوا ہے۔ کہ مسلمانوں کی موجودہ روش اعتدال سے گری ہوئی ہے۔ ہماری خوشی صرف اسی لئے نہیں۔ کہ الفضل کی رائے کو بالآخر دوسرے لوگوں نے بھی قبول کرنا شروع کر دیا ہے۔ بلکہ ہمیں خوشی اس وجہ سے ہے۔ کہ ہمارے آقا و مخدوم حضرت مسیح موعود کی آواز کے جواب میں لوگ لبیک پکارنے لگ گئے ہیں۔ کیونکہ الفضل میں جو کچھ لکھا گیا تھا۔ وہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے تھا۔ جو اپنی عمر کے بہت بڑے حصہ میں اپنی ہر تصنیف اور تقریر میں مسلمانوں کو اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا مشورہ دیتا رہا تھا اور جس نے ہمیشہ اپنی جماعت کو یہی تعلیم دی تھی۔ کہ وہ ہر قسم کے ایجیٹیشن کہلاتا ہو خواہ ناجائز کیونکہ ایجیٹیشنوں کا نتیجہ آخر میں خوفناک ہی ہوا کرتا ہے *

ہم جانتے ہیں اور ہمیں خوب معلوم ہے۔ کہ اکثر صاحبان اخبار اور ایجیٹیٹر یہی کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ اس سے اصلاح مطلوب ہے۔ اور ہم کوئی بات خلاف قانون نہیں لکھتے۔ اور کوئی ایسی بات ہماری قلم سے نہیں نکلی جس میں لوگوں کو اکسانے کی کوشش کی گئی ہو۔ اور ہم بھی ان کی اس بات کو مان لینے میں کچھ ہرج نہیں دیکھتے لیکن سوال یہ نہیں ہے۔ کہ وہ کس نیت سے لکھتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ پڑھنے والے پڑھ کر ان مضامین سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ تجربہ کار ایڈیٹر اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا باغیانہ خیالات کے پھیلانے کی فکر میں ہو۔ مگر ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ اس بات کا لحاظ کیا جائے کہ اس اخبار کا پڑھنے والا اس مضمون کو دیکھ کر کن جذبات کا شکار ہوتا ہے بنگال کے لکچراروں نے اپنے لکچروں میں کبھی بم سازی کی تعلیم نہیں دی۔ لیکن سامعین نے ان کے لکچروں سے یہی نتیجہ نکالا۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں قلم ہے۔ وہ اسے سوچ سمجھ کر حرکت دیا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ پنجاب بنگال ثانی بن جائے *

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دہلی کانفرنس امن کامیاب ہوگی کیونکہ غالباً مسلمان بہت حد تک ٹھوکر کھا چکے ہیں۔ اور اب وقت ہے۔ کہ وہ شاہزادہ امن کی باتوں کو قبول کریں خواہ بالواسطہ ہی سہی آج اگر دہلی کانفرنس کے واسطہ سے وہ ان سے مشورہ لیکر قبول کرینگے۔ جو مسیح موعود نے انہیں آج سے کئی سال پہلے دئے تھے۔ تو امید ہے کہ کل انہیں اصل مشیر کی طرف توجہ ہوگی *

# الاخبار والاٰراء

## ولائیت کی ہوا

اس میں شک نہیں کہ انگلستان منطقہ معتدلہ شمالیہ میں واقع ہے اور خلیج رو کے تمازت آفریں تاثر کے باعث خوشگوار آب وہوا رکھتا ہے۔ اور جب گنگا کے کنارے پر سورج دیوتا کی نہایت تیز شعاعیں اشنان کے لئے اترتی ہیں۔ اور زن ومرد ہر ایک کو مجبوراً پردہ کرنا پڑتا ہے اس وقت گو جزائر برطانیہ کی بے نقاب خواتین کیطرح آفتاب کی پری جمال بیٹیاں بھی ٹائیمز کی سطح پر سیر کرتی نظر آتی ہیں لیکن آزاد انگلستان میں ہر شخص بلا تکلف اس نظارہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اور یہیں پردہ ہونے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی ستج کل اگرچہ بھارت ماتا کا ظاہری موسم گرما گذر چکا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کے خیال میں کرہ سیاست میں ابھی گرمی ہے۔ اس لئے آزاد طبائع اس امر کی خواہاں ہیں۔ کہ جسطرح ہو سکے اس گرمی سے نکلکر برطانیہ کی خوشگوار فضا کی سیر کیجائے۔ اور ہندوستان کے پردہ کے قید سے آزاد ہو کر انگلستان کے آزادانہ منظر دیکھے جائیں ستمبر کا مہینہ ہے وکیل صاحب کو انگلینڈ میں تعطیلات گذارنے کا اچھا موقعہ ہے۔ اور گرم ملکوں کا مرض ذیابیطس ممکن ہے کہ معتدل برطانیہ میں جاکر اچھا ہو جائے۔ اور لنڈن کے ہوٹلوں کا قیام شائد اس مرض کے لئے مفید ہو۔ اس لئے ہمارے معزز کامریڈ نے بھی سفر ولایت کا عزم کر لیا۔ اسطرح مسلمانان ہند کی واحد سیاسی انجمن کے سیکرٹری اور اپنی طرز کے واحد انگریزی ہفتہ وار اخبار کے ایڈیٹر صاحب عازم انگلستان ہو چکے ہیں۔ اور فارغ البال زمیندار بھی ۲۷ ستمبر کو نئے ترکی قونسل سے ملاقات کرنے کے بعد دوسری مرتبہ ٹائیمز کے کنارہ کی سیر کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ اور خبر ہے کہ ایڈیٹر صاحب "وطن" بھی درستی صحت کے لئے حج ترکی اور ولائیت کے سفر پر روانہ ہونے والے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب "پیسہ اخبار" پہلے ہی سے لنڈن میں تشریف فرما ہیں۔ ان تمام عازمان ولائیت کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ کہ اگر بھیڑ چال نہیں تقابت نہیں تو ولائیت کی ہوا ضرور چل پڑی ہے۔ اور طرفہ یہ کہ تمام حاجیان لنڈن کا اصل مدعا خدمت قومی بیان کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اور وہی اصل نیت کو جانتا ہے۔ ان کا کام خود ظاہر کر دیگا۔ کہ ان کے سفر میں خدمت قومی کو کہانتک دخل ہے

چون نسیم روز محشر پردہ بردارد ز کار
کیست مومن کیست کافر خود بگردد آشکار

لیکن یاد رہے کہ لنڈن میں اب خوشگوار موسم نہیں۔ جاڑے کی آمد ہے۔ وِنڈسر کیسل کی بجائے دہلی کی وائسریگل لاج ہندوستان کے

سیاسی سیاحوں کے لئے زیادہ موزوں ہے +

## پنجاب پولیس

پولیس کا خرچ ۱۹۰۴ء میں ساڑھے تینتیس لاکھ روپیہ کے قریب تہا۔ ۱۹۱۲ء میں ساڑھے ترپن لاکھ کے قریب پہونچا۔ مگر لاٹ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس کی رپورٹ پر ریویو کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ ضربات شدیدہ کے جرائم ۳۰ فیصدی۔ چوریاں ۳۱ فیصدی نقب زنیاں ۴۰ فیصدی ڈکیتیاں ۲۴ فیصدی بڑھ گئی ہیں۔ اور پنجاب کی پولیس ان جرائم کے روکنے میں قاصر رہی ہے۔ جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ عدالتیں پولیس کے چالان زیادہ تر بری کر دیتی ہیں +

مگر یہ وجہ کافی نہیں حق یہ ہے۔ کہ جہاں پولیس کا فرض ہے کہ تفتیش کے جرائم کافی محنت سے کرے۔ وہاں رعایا کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ حقیقی مجرموں کی گرفتاری میں پولیس کی مدد دے جو بہت کم دی جاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات مجرموں کی جنبہ داری میں تفتیش کو بہت مشکل بنا دیا جاتا ہے +

## ایک ہفتہ کا مہینہ

احادیث میں آیا ہے۔ کہ دجال کے زمانہ میں سال مہینے کے برابر اور مہینہ ہفتہ کے برابر ہوگا۔ ہمارے علماء اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ اور لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار ذلک تقدیر العزیز العلیم پر کافی غور نہیں کیا۔ اس لئے یہ سمجھ بیٹھے۔ کہ اس وقت سچ مچ سال مہینے کے اور ہفتہ ایک دن کے برابر ہوگا۔ حالانکہ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ سالوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کے ہفتوں میں اور ہفتوں کے دنوں میں ہوگا۔ چنانچہ آجکل سارے براعظم ایشیاء میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پندرہ یوم سے کم میں سفر ہو سکتا ہے۔ اور افریقہ کے بیچ بیچ تین دنوں کے اندر گذر سکتے ہیں۔ اور جہاں پہونچنے میں مہینے لگتے تھے۔ وہاں اب چند دنوں میں پہونچ سکتے ہیں۔ اور خبر تو چند منٹوں میں منگوائی جاسکتی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو رسول اللہ صلعم کی اس پیشگوئی پر ایمان لائے اور ویل ان کے لئے جو مسیح موعود کے انکار کی ضد میں رسول اکرم کی پیشگوئیوں کی تصدیق بھی نہیں کرتے۔ بلکہ تکذیب پر کمر بستہ ہیں +

## کیا کامل غدار تہا

اگرچہ اتحادی ترکوں کے ہم نوا اور انگریزی سلطنت سے خدا واسطے کا بغض رکھنے والے ہندوستانی اخبارات نے ایک بڑے ترک مدبر کو غدار کا خطاب دے رکھا ہے۔ اور بات بات میں کامل کی غدار وزارت" وغیرہ کے مکروہ نعرے انکی قلم اور زبان سے نکلتے ہیں۔ لیکن سچ پوچھو۔ تو کامل کا صرف اسیقدر قصور تہا۔ کہ وہ ترکی کی بہتری کے لئے انگریزی دوستی کو ترجیح دیتا تہا۔ اور جن انگریزوں نے ترکی کو روسی دستبرد سے بچانے کے لئے جنگ کریمیا میں اپنا خون بہا کر اس دوستی کا ثبوت دیا تہا۔ وہ ان کے احسان کو فراموش کرتے وقت محسن کشی اور کفران نعمت کے بد نتائج سے خائف تہا۔ بس حقیقت سے نا آشنا جرمنی کے دوست نوجوانوں نے حکومت کے سیاہ وسپید پر ہاتھ ڈالنے کے لئے اس کو غدار کا خانہ زاد خطاب دیدیا۔ ورنہ یہی کامل تہا جس نے کامیابی سے آسٹریا کو بائیکاٹ کیا۔ اور آخراً سے انگریزی امداد کے ذریعہ سرنگوں کر لیا۔ پھر یہی کامل تہا۔ کہ جس کی سیاسی فراست نے بلقانی اتحاد کی شکست اور آئندہ ان کے باہمی جھگڑوں کی پیشگوئی سفرائے دول کے جلاس میں کر کے کہا تہا۔ "آئندہ اتحادیاں بلقان کے جھگڑوں میں ترکی اسی طرح حکم ہوگی جس طرح آج وہ یروشلم کے مقبرہ کے اندر ہے" +

اس ترک مدبر کے دوست یہ سن کر رنجیدہ ہونگے۔ کہ "بڈہا کیامل سخت بیمار ہے"۔ اور غدار کہنے والے خدا سے ڈریں۔ کیونکہ یہ محض ان کا سوء ظن ہے +

## مسلمان سبق حاصل کریں

خدا کے منکر دیو سماج کی طرف سے موگہ اسکول کے لئے ایک وفد چندہ جمع کرتے کرتے جزیرہ نما ملایا میں پہونچا ہے۔ اور چند سکھ لڑکیوں کے وفد نے حال ہی میں۔ برما اور چین وغیرہ ممالک میں مزدوری کرنے والے سکھوں سے ایک خالصہ اسکول کی عمارت کے لئے ۱۶ ہزار روپیہ چندہ جمع کیا۔ اب ایک طرف ہندوؤں کے ان قلیل التعداد فرقوں کی تعلیمی سرگرمی کو دیکھا جائے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کی غفلت اور کوتاہ اندیشی پر نظر کیجائے۔ تو دردمند دل ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ آہ! کیا اچھا ہوتا۔ کہ غریب مسلمانوں کی جیبوں سے نکالا ہوا ۸۰ ہزار روپیہ مسلمانوں کی تعلیم پر خرچ ہوتا اور کانپور کے ناگوار حادثے کے وقوع سے قبل مسجد کے معاملہ کو احسن طور سے فیصل کیا جاتا۔ اور یہ لاکھ روپیہ کسی مفید کام میں لگتا۔ ہاں پھر یہ کرتا کون؟ ایسا کرنے سے نہ سیر ولایت ہوتی نہ شہرت کے آسمان میں چاند لگتے۔ خدایا! ان گمراہوں کو راستہ دکہا۔ اور انہیں توفیق دے۔ کہ ان کے چندوں کا مصرف جائز ہو۔ آمین۔

## یہ بلائیں کیوں ہیں

خدا تعالیٰ نے تو انسان کی گردن اونچی ہی بنائی تھی۔ لیکن افسوس کہ یہ اکثر نیچے ہی کی طرف جھکتا ہے۔ اور خوشی اور رنج میں بجائے آسمانی سامانوں کے ارضی وجوہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں پر جو مصائب آ رہے ہیں۔ ان کے کیا اسباب ہیں۔ مادہ پرست انسان کچھ ادہر ادہر کے نقائص بیان کر دیگا۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ زمینی آفات تو خیر اپنی کوتاہی تدبر کا نتیجہ ہے یہ کیا بات ہے۔ کہ جو تیر آسمان سے چھوٹتا ہے۔ وہ بھی مسلمانوں کے ہی کلیجہ پر آکر پڑتا ہے۔ مسلمانوں کے مادی گروہ کا قبلہ وکعبہ قسطنطنیہ ہے۔ آئے دن وہاں آسمانی آفات کا نزول ہوتا

رہتا ہے۔ ہر سال کئی دفعہ تو وہاں آگ لگجاتی ہے۔ اب خبر آئی ہے۔ کہ وہاں ایک خطرناک طوفان آیا ہے۔ جس سے بڑھکر آجتک دیکھا نہ گیا تھا۔ اکثر مکانات باغات اور پل تباہ ہو گئے۔ ایک پاور سٹیشن کے تیس سر ڈوب گئے" کیا یہ طوفان بھی ترکوں کے آپس کے لڑائی جھگڑوں کا نتیجہ ہے؟ کیا یہ بھی سیاسی کمزوری کا خمیازہ ہے؟ کیا اس سیلاب کے پیچھے بھی یوروپین ہاتھ کام کر رہا ہے؟ آہ! اگر تم سمجھو تو اب غیر سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے۔ تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے +

## نقصان کس کا ہے

ہندوستان میں پچھلے دنوں سے ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جسکا خیال ہے کہ وہ ملک کی خدمت کر رہی ہے۔ اس کا یہ کام ہے۔ کہ طرح طرح سے جوشیلے نوجوانوں کو اپنے حقوق کے مطالبات پر اکساتی ہے۔ اور گو یہ جماعت اپنے آپ کو وفادار ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی تک زور لگاتی ہے۔ لیکن دراصل اس کی کوششوں کا نتیجہ نہائیت خطرناک نکلا ہے۔ اور اب ملک میں کئی خفیہ جماعتیں ایسی پیدا ہو گئی ہیں۔ کہ جن کا کام سوائے سرکاری افسران کے قتل کے اور کچھ نہیں۔ پچھلے سات سال سے یہ آفت روز بروز ترقی پر ہے۔ اور جو لوگ بغاوت کے مادہ کو مٹانے کے لئے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اُن کو یہ جماعتیں قتل کرواتی ہیں۔ مگر اس شورش کا نتیجہ کس کو بھگتنا پڑتا ہے؟ ہندوستانیوں کو! ابتک جسقدر ڈاکے پڑے ہیں۔ اُن میں ہندوستانیوں کے گھروں کا صفایا ہوا ہے۔ اور سوائے ایک انگریز کے خنجر ستم ہندوستانیوں پر ہی اٹھایا گیا ہے" تازہ خبر ہے کہ ۱۸ر ستمبر کو بنکم چندر چودھری انسپکٹر پولیس ہیم سنگھ بم سے مار دیا گیا ہے۔ انسپکٹر مذکور نے سازش ڈھاکہ اور قتل سرنانگ کی تفتیش میں خاص حصہ لیا تھا۔ گورنمنٹ کو تو ملازموں کی کمی نہیں۔ نقصان ہوا تو اس خاندان کا ہوا۔ جس کا سرپرست بنکم چندر تھا۔ ہم ان دشمنان ملک سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس خونریزی سے نقصان کس کا ہوا۔ گورنمنٹ کا یا ہندوستانیوں کا۔ دراصل یہ لوگ گورنمنٹ سے زیادہ ملک کے دشمن ہیں +

## حضور وائسرائے قابل مبارکباد ہیں

کلکتہ ہائیکورٹ کے ایک جج کی اسامی پر عارضی طور سے مسٹر چودھری نامور بنگالی بیرسٹر کا تقرر سابق ممبر داخلیہ بنگال سر فلیٹ ڈ کے زمانہ میں ہوا تھا۔ اب وقت آیا تھا۔ کہ مسٹر موصوف کو اس عہدہ پر مستقل کیا جاتا۔ مگر سر ریجنلڈ کراڈک حال ممبر داخلہ نے اس تقرر کی مخالفت کی۔ اس پر حضور وائسرائے کو مجبوراً ممبر داخلہ کے فیصلہ کو منسوخ کرنا پڑا اور مسٹر چودھری کو کلکتہ ہائیکورٹ کی ججی پر مستقل کر دیا گیا۔ بیماری کے بعد حضور وائسرائے نے اپنے اعلیٰ اختیارات کو صرف اسی موقعہ پر استعمال کیا ہے۔ اور وہ قابل مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے ہندوستانیوں کے حقوق کی حفاظت کو ہوم ممبر کی رائے پر ترجیح دی +

## ریاست حیدر آباد کی مدار المہامی

بعض بنگالی اخبارات نے اس خبر کو خاص اہمیت دی ہے۔ اور اہتمام سے شائع کیا ہے۔ کہ آنریبل مسٹر علی امام ممبر قانون کی موجودہ اسامی کا وقت گذار کر سرکار نظام کے وزیر اعظم مقرر ہوں گے۔ چونکہ مسٹر علی امام کے موجودہ منصب سے علیحدہ ہونے میں ابھی ۲½ سال کا عرصہ ہے۔ اور ریاست حیدر آباد کی وزارت عظمیٰ وہاں کے رؤساء کا موروثی حق سمجھا جاتا ہے۔ اور موجودہ وزیر اعظم جناب سالار جنگ کو قلمدان وزارت سنبھالے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے۔ اس لئے یہ خبر محض اختراع اور تخمین کا نتیجہ ہے +

## دنیا بامید قائم

ڈام مینوئل شاہ پرتگال ایک جلاوطن بے تاج تاجدار ہے اس کی شادی جرمنی کے ایک شاہی خاندان میں پچھلے دنوں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ عمل میں آئی تھی جو دلہن بقول رائٹر اس وقت بیمار ہے۔ اس کے رخصتانہ کی رسم اکثر تاجداران یورپ کے قائمقاموں کی موجودگی میں عمل میں آئی تھی۔ دلہن کی رخصت کے وقت دارالخلافہ بویریا کے بچے اپنی شاہزادی کے لئے نعرۂ شادمانی بلند کر رہے تھے۔ اور اُمید ظاہر کرتے تھے۔ کہ "وہ دن آنیوالا ہے۔ جب ہماری شاہزادی پھر ملکہ پرتگال ہو گی"۔ اگرچہ پرتگال کی موجودہ جمہوری حکومت شاہ پسندوں کو چن چن کر سزائیں دے رہی ہے تاہم ڈام مینوئل اور اس کے بہی خواہ ابھی تک پرتگال کے تاج و تخت پر قبضہ حاصل کرنے کی امید سے مایوس نہیں +

## مسز پنکہرسٹ کی غیرت

جو لوگ انگلستان کی حقوق طلب عورتوں کے نفرت انگیز اور تباہ کن افعال کا بذریعہ اخبارات مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ جنہوں نے ہفتہ رواں میں ہی پڑھا ہے۔ کہ لنڈن پولیس نے بہت سی سربرآوردہ حقوق طلب عورتوں کو گرفتار کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان عورتوں کی لیڈر مسز پنکہرسٹ ہیں۔ جو قید سے عارضی رہائی پاکر امریکہ کی سیر کے لئے اور اپنی اغراض کے موید پیدا کرنے کے لئے پیرس سے روانہ ہو چکی ہیں۔ مسز پنکہرسٹ نے باوجود شورش پسند اور آزاد طبیعت ہونے کے ایک نہائیت عجیب بات پچھلے دنوں ایک ڈاکٹر سے کہی تھی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان عورتوں میں غیرت ضرور ہے۔ مسز موصوف نے فرمایا۔ "طبی کانفرنس میں ایک ڈاکٹر کا یہ قول کہ فاحشہ عورتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ ثابت کرتا ہے۔ کہ ہمیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے جدوجہد کرنا اشد ضروری ہے"۔ گویا مسز پنکہرسٹ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی۔ کہ عورتیں عفت فروشی کی زندگی بسر کریں +

## بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

وہ نہائیت منحوس دن تھا وہ بہت نامبارک ساعت تھی جبکہ اتحاد بلقان کی بنیاد پڑی تھی۔ اس اتحاد نے نہ صرف ٹرکی کے یوروپین مقبوضات کو پامال کیا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کے خون ناحق سے ہاتھ رنگین کئے۔ نہ صرف ہسپانیہ کے سابق مظالم کو تازہ کر دکھایا۔ بلکہ عجائبات قدرت اور نیرنگئ زمانہ کا ایک مکمل نقشہ بھی ہمارے سامنے لا کھڑا کیا۔ خدا کے زبردست ہاتھ نے پہلے بلغاریہ کے مغرور زار کو باحال زار کیا اور اب کچھ اور کرنے پر تیار ہے۔ جو بلغاریہ کل تک مسلم کش۔ وحشی صفحۂ دنیا سے مٹانے کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ وہ آج ٹرکی اور حامیان ٹرکی کا دوست ہے یونان کے مقابلہ کے لئے ٹرکی نے اُس سے اتحاد کر لیا ہے۔ بلغاریہ فوجیں جمع کر رہا ہے۔ اور یونان بھی چوکنا ہو کر جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ ترک بلغاریہ کو مناستر کی رشوت دیکر خود سالونیکا اور جزائر لینا چاہتے ہیں۔ یونان اور سرویا اس خطرہ سے آگاہ تھے۔ اور انہوں نے پہلے سے ہی اس کا تدارک ایک باہمی اتحاد کی صورت میں کر رکھا ہے اب صرف خطرہ رومانیوں کا باقی ہے۔ جس کی نسبت گمان کیا جاتا ہے کہ "وہ علیحدہ" رہنے کو ترجیح دیگا۔ اب سوال ہے کہ اگر جنگ شروع ہوئی تو کیا بلغاریہ کے دوستوں یعنی روس اور آسٹریا کیطرح فرانس و انگلینڈ کو بھی یونان کی حمایت سے باز رہنا پڑیگا؟ اور دور بیٹھ کر پہلے کی طرح تماشا دیکھنا ہو گا۔ اس کا جواب دینا مشکل ہے۔ اور وہ بھی ایسی حالت میں جبکہ انگریزی بیڑہ بحیرۂ ابیض متوسط میں مصروف نمائش ہے +

## مختلف باتیں

پانی پت کے قریب ایک موضع میں چماروں نے ایک گڑھا کھود کر اس میں سے نالی نکال کر فاصلہ پر چھوڑ دی اور نالی اوپر سے ڈھانپ دی۔ وہ رات کو گڑھے میں پانی بھر دیتے۔ جو نالی کے ذریعہ دوسری طرف پہنچتا۔ مشہور کر دیا کہ گنگوتری اتر آئی ہے۔ ہزاروں ہندو ٹوٹ پڑے دھوکہ کا پتہ لگنے پر مکار سزایاب ہوئے۔ (۲) تازہ رپورٹ مردم شماری سے ظاہر ہے۔ کہ ضلع سارن میں ایک ۳۶ سالہ نے ۹ ماہ کی لڑکی سے شادی کی۔ (۳) یورپ اور امریکہ میں نابالغ لڑکوں کے لئے علیحدہ عدالتیں قائم ہیں۔ گذشتہ ۱۱ سال میں ۱۰ ہزار نوجوان مجرموں سے صرف ۱۸ دوبارہ جرم میں ماخوذ ہوئے۔ (۴) فرانس میں ایک قانون منظور ہو گا۔ کہ ۳ سال تک تمام مرد فوجی خدمات دیں۔ (۵) پنجاب گورنمنٹ

## اسلامی دنیا کی سیر

ہمارا زمانہ وہ زمانہ ہے جسمیں بنی آدم کے کان لانبے ہیں اور ساعت بساعت ان کو دور و دراز کے گوشہ ہائے کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ ہم قادیان میں بیٹھے دنیا کی سیر کرتے اور اپنے ساتھ اپنے ناظرین کو بھی کراتے ہیں۔ یورپ کا مطلع سیاست پھر گرد آلود ہے۔ البانیہ اور سرویا جبل اسود میں خفیف معرکے ہو چکے ہیں۔ اگرچہ بلغاریہ اور ٹرکی کا باہمی تصفیہ ہو چکا ہے اور بلغاریہ نے مسلمانوں کو وہی حقوق دینے منظور کر لئے ہیں جو عیسائیوں کو ٹرکی میں حاصل ہیں لیکن یونان اور ٹرکی کے تعلقات پھر کشیدہ ہو رہے ہیں۔ شاہ یونان اپنا پروگرام سفر توڑ کر یورپ سے واپس آگیا ہے۔ یونانیوں کو شبہ ہے۔ کہ ٹرکی اور بلغاریہ مل کر یونان کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ ٹرکی ایشائی کوچک میں فوج جمع کر رہی ہے۔ اور مشہور جنگی جہاز حمیدیہ ۱۲ راگست کو سویز سے دردانیال کیطرف روانہ ہو کر ۷ ر ستمبر کو باسفورس پہونچا۔ اس کا شاندار استقبال ہوا۔ ترکی بقاعدہ سپاہی بلگیریا کے دیہات کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ مغربی تریقیہ کے باشندوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے۔ ہفتہ گذشتہ دو ہزار بے خانمان دیدہ غاوچ پہونچے ہیں۔ ایران میں ریلوے کی پیمائش کا کام سرعت سے ہو رہا ہے۔ روس جلفا تبریز یورمیاد لائن اور انگلستان خرم آباد سبیتان لائن کے جلد تیار کرانے کی فکر میں ہے۔ صوبہ آذربائجان میں روسی حکام نے ایرانی افسران مالیہ کی مخالفت کی بجائے اون کی تائید کا وعدہ کیا ہے۔ فرانس اور ٹرکی میں ریلوں کے متعلق ایک باہم قرارداد ہو چکی ہے فرانس عنقریب ٹرکی کو ۴۲ کروڑ روپیہ قرض دیگا۔ اور ٹرکی نے فرانس کو گرانقدر مراعات شام و ساحل بحیرہ اسود پر دی ہے عمان کا مدعی تخت سید عبداللہ مسقط سے کچھ فاصلہ پر برابر موجود ہے۔ اندرون ملک پر اوس کا تسلط ہو گیا ہے مسقط میں سکون و امن ہے۔ کیونکہ وہ انگریزی فوج اور جنگی جہازوں سے ڈر کر مسقط پر حملہ آور نہیں ہوتا۔ طرابلس کی حالت جوں کی توں ہے۔ شیخ سنوسی قاید افواج کی حیثیت سے عربی کیمپ میں آنے والے ہیں۔ ہفتہ رواں میں اطالیوں سے ایک سخت معرکہ ہوا ہے۔ دس ہزار جانباز عربوں کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہو کر سپہ سالار سوسی کے ماتحت ہسپانیہ کو آڑے ہاتھوں لے رہا ہے۔ ریسولی نے جرمن سے مدد مانگی تھی لیکن جرمنی نے انکار کر دیا۔ صومالی لینڈ کا دیوانہ مگر دراصل مطلب بہ ہوشیار ملا لوٹ مار کرنے کے بعد خاموش ہو گیا ہے مولائی حفیظ سابق سلطان مراکو دمشق ہوتے ہوئے مدینہ منورہ گئے ہیں۔

## بلقان کا مطلع سیاست گرد آلود ہے

ہم نے ہر ستمبر کے "الفضل" میں بلقان کے تاریک مستقبل پر ایک نوٹ لکھا تھا۔ اور اس میں بتایا تھا۔ کہ بجھی ہوئی آگ میں ابھی ایسی چنگاریاں ہیں۔ جو ایک دن یورپ کے خرمن امن میں آگ لگانے کے لئے کافی ہونگی۔ مثلاً البانیہ و سرویا میں رقابت موجود ہے۔ نئی خود مختار ریاست سرویوں کے وحشیانہ افعال کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتی۔ ہمارے اس قیاس کی بنا ایک البانی مدبر کا قول تھا جس نے قریب قریب وہی الفاظ کہے تھے۔ جو ۲۴ ر ستمبر کو رائٹر نے وائنا سے بذریعہ تار بھیجے ہیں۔ یعنی "دول نے سرحد کا تصفیہ کرنے وقت اس قومی دشمن کا خیال نہیں کیا جو سرویوں اور البانیوں میں قدیم اور پشتینی ہے اور اس طرح سرحد کے علاقے کے البانیوں کو سربی رعایا بننا پڑا"۔ پھر ہم نے ۲۴ راگست کے "ٹائمز" اوف لنڈن میں پڑھا معلوم ہوتا ہے کہ البانیہ کی شمال مشرقی سرحد پر بہت سی مشکلات کا رونما ہونا اغلبات سے ہے۔ پانچ سربر آوردہ مالیوری البانی قوم کے نمائندوں نے آسٹریا اور اٹلی کو مطلع کیا ہے۔ کہ اگر البانیوں کی مجوزہ سرحد میں ترمیم نہ کی گئی۔ تو مالیوری اور منٹینگرو کی باہمی جنگ کا رکنا مشکل ہوگا۔ اور ۲۰ راگست تک انتظار کر کے البانیہ والے توزی پر حملہ کر دیں گے"۔ آخر وہی ہوا۔ جو البانیہ والوں نے کہا تھا۔ انہوں نے سرویہ سے ایک قلعہ چھین لیا۔ توزی پر قبضہ کر لیا۔ پریزنڈ کا محاصرہ کر رہے ہیں۔ آسٹرین اور بلغر البانیوں کے کمان افسر ہیں۔ سرویا قومی تیاریاں کر رہا ہے۔ آسٹریا میں پریشانی ہو رہی ہے۔ جنگ کا خوف دامنگیر ہو رہا ہے بلغاریہ نے ایک نوٹ کے ذریعہ سے روس کو سرویا کی زیادتی کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اگرچہ اس شورش کو دبانے کے لئے دول یورپ حد بندی کے لئے کمیشن بھیج رہی اور فوجی پولیس کے لئے ہالینڈ سے افسر مانگ رہی ہے۔ تاہم ممکن ہے کہ مادہ پرست اقوام کی تباہی اور یورپین امن میں خلل آنیکا بھی وقت ہو۔ اور بقول اشمیڈ بارلمت اس سرزمین پر ایک خوفناک زلزلہ بصورت جنگ وجدل آنیوالا ہو۔ واللہ اعلم ✤

## مرج البحرین یلتقیان

بحر ظلمات بحر الکاہل دنیا کے دو بڑے سمندر خاکنائے پانامہ کو نہر پانامہ بنا کر ملائے جانے والے ہیں جس سے قرآن مجید کی پیشگوئی پوری ہوگی ۴۲ کروڑ روپیہ میں یہ نہر تیار ہوگی۔ انگلستان اور مغربی امریکہ کے درمیان اس سے ۲۰۰۰ میل سفر کم ہو جائیگا ✤

## نیک نمونہ

مسٹر غزنوی جنھوں نے پچھلے دنوں جمعہ کے روز دو گھنٹہ کی رخصت کے لئے جد و جہد کر کے منظوری حاصل کی تھی۔ اب حج کو جاتے ہیں۔ حاجیوں کی تکالیف کا اندازہ بھی کریں گے۔ اور واپسی پر قاہرہ۔ یوروشلم دمشق سے ہوتے ہوئے بذریعہ حجاز ریلوے مدینہ منورہ جائیں گے۔ آنریبلوں اور امراء کے لئے نیک نمونہ ہے ✤

## بجز خداپرستی کے نیکی ناممکن

پنڈت دیورتن نے دیو سماج سے اپنی علیحدگی کی یہ وجوہات بیان کیں (۱) ایک نیک نہاد لیڈی سے میری راہ و رسم تھی اس کے متعلق مجھ پر الزام لگایا گیا۔ (۲) دیو آشرم دیو سماج کے ٹرسٹ میں دے کر پھر اپنی ملکیت بنا لیا۔ اعتراض کیا گیا تو بارہ ہزار لے کر واپس کیا (۳) دیو گورو لاثانی نہیں بلکہ اس میں کمزوریاں ہیں۔ (۴) حقدار کو گری نہیں دی یعنی آپ بھی ۲۴ سالہ خدمات کی وجہ سے امیدوار تھے۔ دوسری طرف جیون تت میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت دیورتن نے دیو سماج کے قواعد کو کئی بار بری طرح سے توڑا۔ اور کئی بار سزایاب ہوئے۔ پھر اسقدر گرے کہ سنبھل نہ سکے۔ اور سخت قصوروار ثابت ہونے پر سب پنچ جماعت میں تنزل کیا گیا اصلاح نہ کرنے پر سماج سے قطعی نکال دیا گیا۔ بہرحال اتنا تو فریقین کے بیان سے ثابت ہو گیا۔ کہ خداپرستی کے بغیر حقیقی تقویٰ نہیں ملتا اور خودغرضی و گناہ آلود زندگی سے نجات نہیں ہو سکتی ✤

## اسلامی طریق کی پابندی

مغرب میں نکاح اس طرح ہوا۔ کہ ایک مجلس میں دولھا سے پوچھا گیا۔ تمہیں اس عورت سے شادی منظور ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر دولہن سے سوال ہوا۔ اس نے بھی ہاں کہا۔ اور نکاح ہو گیا۔ اس پر تعجب کیا جاتا ہے حالانکہ اسلامی نکاح بھی بعد تقرر مہر یہی ہے۔ مغربی آہستہ آہستہ مجبور ہو کر اسلامی اصل اختیار کرتے جاتے ہیں ✤

## ترجف الراجفۃ

ایک سائنس دان نے علمی مضمون لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ ریگستان میں پانی کئی طریقوں سے جمع ہوتا رہتا ہے۔ (۱) بہت سے ندی نالے آکر گم ہو جاتے ہیں۔ (۲) اوس زیادہ پڑتی ہے جس جگہ پانی ہو اس جگہ بھاپ ضرور پیدا ہوتی ہے مگر ریت اس بھاپ کو نکلنے نہیں دیتی۔ اس لئے وہ نیچے نیچے چلتی ہے جب نرم زمین کے پاس پہونچیگی تو بھونچال آئیگا۔ جوں جوں آبپاشی کے ذرائع بڑھتے جاتے ہیں۔ زمین ریتلی اور اس کی اوپر کی سطح سخت خشک ہوتی جاتی ہے۔ اور اس لئے بھونچال بھی بہت آتے ہیں۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ اس کا کچھ انسداد چاہیئے۔ زلزلوں کی یہ وجہ ہو یا نہ ہو۔ مگر ہم اس مضمون نویس کو سنائے دیتے ہیں کہ خدا کے کلام میں آچکا ہے۔ کہ قیامت کے قریب اتنے بھونچال آئینگے کہ زمین کانپنے والی بن جائیگی۔ اب اس کا انسداد قطعی کوئی انسانی طاقت نہیں کر سکتی ✤

## جرم کیوں یاد نہیں رہتا

ارجن کے ایڈیٹر سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ انسان کو پچھلے جنم کے جس جرم کی سزا اس جنم میں ملتی ہے وہ یاد کیوں نہیں رہتا۔ تاکہ وہ آئندہ اس جرم سے باز رہے اس کا جواب لایق ایڈیٹر نے یہ دیا ہے کہ جرم یاد رہے تو پھر جرم کرنے کے طریق بھی یاد رہیں گے۔ اور اس سے جرم بڑھینگے۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ باوجود اس احتیاط کے آئے دن جرم کیوں بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ان کے نئے نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں۔ اور اچھے کرموں کے نہ یاد رہنے میں کیا حکمت ہے ✤

## ایڈیٹر وطن کا سفر

ایڈیٹر صاحب "وطن" کہتے ہیں۔ کہ میری صحت مخدوش ہے اور احباب تبدیل آب و ہوا کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اس لئے کوئی جہاز مل گیا۔ تو حج کو جانے کا ارادہ ہے اور اگر یونان سے ٹرکی کی لڑائی چھڑ گئی۔ تو ٹرکی کو روانہ ہو جاؤنگا۔ اور بشرط فرصت ولائیت بھی۔ زمیندار کا ایڈیٹر بھی حسب الارشاد ولائیت جا چکا ہے منشی محبوب عالم بھی سفر میں ہیں۔ اور اتنی دوڑ جا کر بھی سلسلہ احمدیہ کو نہیں بھولے اب "وطن" کے ایڈیٹر صاحب بھی جاتے ہیں۔ نتائج پبلک خود دیکھ لیگی۔ ہاں یہ

[illegible] ✤

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

# الاسلام

## مسلم کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا

اللہ تعالےٰ نے ہمیں اسلام ایسا اعلےٰ اصفیٰ اور اکمل مذہب دیا ہے۔ کہ جس پہلو سے اسے دیکھا جائے۔ اسی پہلو سے اس کا حسن اور اس کی دلربائی کمال کو پہونچی ہوئی معلوم ہوتی ہے جس رخ سے چاہو اسلام کی تصویر دیکھو۔ دیکھنے والے کو دلکش ہی معلوم ہوگی۔ جس نقطہ خیال سے اس کے محاسن اور خوبیوں پر بحث وخوض کرو۔ اسی کے اندر سے بے بہا معارف کے خزائن اور دفینے نکل آتے ہیں۔ غرضیکہ اسلام ہر بات میں ہر وصف میں ایک یکتا مذہب ہے جس مسئلہ کے متعلق اسلام نے بحث کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور اس سے عمدہ پیرایہ میں اور پھر سادہ ہی سہل اور بین کسی مذہب میں یا کسی مذہبی کتاب میں یا کسی مذہبی مصلح کی کتاب میں ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔ باری تعالیٰ پر بحث کی ہے۔ توحید کی ہے۔ اس کے صفات اسقدر توضیح سے بیان فرما دیئے ہیں کہ گویا خدا دکھا دیا ہے۔ یہ مسلم امر ہے۔ کہ ذوات صفات سے پہچانی جاتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ دوسرے مذاہب معرفت خدا میں بہت کچے اور خام ہیں۔ اور دیگر مذاہب کے مقلدین کی معرفت خدا تعالےٰ کے متعلق بالکل ناقص اور ادھوری ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس معلم کے پاس کوئی متعلم پڑھتا ہے۔ اس کے اخلاق اور عادات کا متعلم پر انعکاس اسی پر تو ضرور پڑتا ہے۔ اور جتنا بڑا کوئی لائق معلم ہوگا۔ اتنا ہی اس کے شاگرد اس سے زیادہ استفادہ حاصل کریں گے۔ واقعی ہم مسلمان اگر اللہ جلشانہٗ کے شکر گذار نہ ہوں تو یہ ایک سخت ظلم اور اندھیر ہوگا۔ ایک مسلم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیاً و باحمد مسیحاً و مہدیاً۔ میں بڑا خوش اور راضی ہوں کہ اللہ میرا رب ہے۔ اور اسلام میرا دین ہے۔ اور حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میرا نبی ہے۔ اور احمد میرا مسیح اور مہدی ہے۔ یہ رضامندی کا اظہار کرنیوالا اسلئے خوش اور راضی ہوتا ہے۔ کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی رب نہیں ملسکتا۔ اور اسلام سے بڑھ کر کوئی عمدہ دین نہیں ملسکتا۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نبی نہیں۔ اور حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی مسیح و مہدی نہیں۔ اور جو ان کو مانتا ہے۔ اور ان کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی کے دن گذارتا ہے۔ اس کو حق پہونچتا ہے۔ کہ وہ خوشی اور رضامندی کا اظہار کرے۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ اس پر چلنے والا کبھی بھی کسی مذہب کے پیرو کے سامنے ہرگز شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً خدا تعالیٰ کے متعلق جو صفات اسلام نے بیان کئے ہیں اور وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ وہ تمام عیوب سے مبرا ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بٹہ لگائیں۔ اور پھر اس کے تمام جلال حسن واحسان شوکت رعب اور عظمت اور جبروت اور کبریائی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور دیگر مذاہب کیطرح خدا کے ایسے نام نہیں رکھے گئے جو اور چیزوں میں مشترک ہوں مثلاً اگنی وایو جل اور اندر اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جاوے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کے بھی صفات ہو سکتے ہیں۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ معمولی قدرتی اشیاء کے نام ہیں۔ اور ان اشیاء کے خواص سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاوے۔ اور کہا جاوے۔ مثلاً آگ روشن ہوتی ہے اور چونکہ خدا الظاہر بالذات ہے۔ اسلئے اُسے اگنی کہتے ہیں۔ مگر ایک مسلم کو کیا خوشی ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایسے جھگڑے سے ہی بالکل بچا لیا ہے۔ اور یہی تو وجہ ہے۔ کہ وید کے مقلدین میں اختلاف شدید واقع ہو گیا۔ ہندوؤں میں بکثرت ایسے فرقے ہیں جو کہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ آگ پانی وغیرہ دیوتا ہیں۔ اور دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں*۔ وہاں اگنی وغیرہ سے مراد خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ خدا سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ دلیل بالکل لچر اور بودی ہے۔ کیونکہ اکثر ایسے ہندو موجود ہیں جو کہ پیپل وغیرہ قدرتی اشیاء کے آگے بھی دعائیں مانگ لیتے ہیں۔ اور پھر یہ وید کا فرض تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ذاتی نام بتاتا۔ اور اس ذاتی نام کو باقی صفات کا موصوف گردانتا۔ مگر ہمیں جہاں تک علم ہے ایسی کوئی شرتی ہم نے نہیں دیکھی۔ جو کہ اللہ کے ذاتی نام کو موصوف بنا کر اگنی وایو اندر وغیرہ اس کے صفات بیان کئے ہوں۔ جبکہ اصل مدعی ساکت ہے تو گواہ کی حیثیت سے کیا بن سکتا ہے یا اگر یہ نہیں کیا گیا۔ تو یہ بہت ہی ضروری امر تھا۔ کہ وید میں کوئی ایسی شرتی ہوتی جس میں بالتصریح سورج چاند آگ پانی وغیرہ اشیاء کی عبادت سے روک دیا جاتا۔ اور بڑی تہدید اور تشدید کے ساتھ اشیاء پرستی کا کھنڈن اور ابطال کیا جاتا۔ اشیاء پرست خود وید کی پناہ لیتے ہیں۔ اما قرآن کریم میں کوئی اللہ تعالیٰ کا ایسا نام نہیں ہے جو کہ کسی قدرتی چیز پر بھی اطلاق پاتا ہو۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی خوبی بھرے نام ہیں۔ اللہ کو ان ناموں سے پکارا کرو۔ دیکھو سورۃ الحمد میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کے چار صفات بیان فرمائے ہیں۔ اور سب اسماء الٰہیہ انکے ذیل میں آجاتے ہیں۔ وہ چاروں صفات ام الصفات ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان کا موصوف گردانا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ تمام محامد اللہ کیلئے سزاوار ہیں۔ جو کہ ہر شئے کو اس کی ادنیٰ حالت* تک پہونچاتا ہے۔ وہ بلا معاوضہ اور بلا مبادلہ رحم کرتا ہے۔ اور سچی محنتوں اور کوششوں کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔ یہ چاروں صفات اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایسا فوٹو کھینچتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔ ہمیں کوئی اہل مذہب بتائے۔ کہ اس کی کتاب کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے وسائل اسقدر بہم پہونچائے گئے ہوں جتنے کہ قرآن کریم نے بہم پہونچا دیئے ہیں بس حد کر دی ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور ایسی صفت ہے ہی نہیں۔ جو اُن چاروں صفات کے اوپر ایزاد کی جاسکے اور نہ ہی ان سے کم کی جاسکتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے اس قول کی اس کا فعل بڑے زور سے تصدیق کر رہا ہے۔ کیا تمام چیزیں اپنی ادنیٰ حالت سے بڑھنا شروع نہیں کرتیں۔ اور یاد رہے کہ ان کی سب سے ادنیٰ حالت محض عدم ہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ تدریجاً ترقی نہیں پا رہیں؟ کیا ہزاروں بلکہ کروڑوں سے بھی بڑھ کر انعامات الٰہیہ بغیر ہماری کوشش ومحنت کے ہمیں نہیں مل رہے؟ اور کیا لوگوں کے اعمال جزا یا سزا کا رنگ نہیں پکڑتے؟ اور کیا یہاں لوگ سزائیں نہیں بھگتتے؟ پس جبکہ خدا کے فعل اور قول میں کامل درجے کا تطابق اور توافق پایا جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی اور کیا صفت زیادہ بیان کریگا۔ جو کہ خدا کے فعل کے ساتھ مطابقت رکھ سکے۔ اور یاد رہے کہ اللہ کے معنے ہیں مستجمع جمیع صفات کا ملہ اور تمام عیوب اور نقائص سے منزہ ذات اور معبود برحق۔ پس وہ لوگ جو مانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ خالق نہیں ہے۔ اور روح مادہ پرکرتی جیو آکال اور آکاش کا محتاج ہے۔ تو اس میں اور مخلوقات میں کیا امتیاز اور فرق ہوا۔ اس سے وہ لیس کمثلہ نہ رہا۔ دوسرے اگر خدا تعالیٰ کو خالق نہ تسلیم کیا جاوے۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس کا علم بھی کامل نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیز اس نے بنائی ہی نہیں اس کو وہ کیسے جان سکتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے خلق کل شیئ وھو بکل شیئ علیم۔ اللہ نے ہر شئے کو بنایا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ انکو تناسخ کا مسئلہ ماننا پڑا ہے کیونکہ اگر تمام ارواح کو مکتی دیجاوے۔ تو خدا کہاں سے ارواح بناوے کیونکہ نیستی سے ہستی ہو نہیں سکتی۔ انہوں نے اللہ کے رحمٰن ہونے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ ورنہ تناسخ وغیرہ سب سے چھٹی ہو جاتی۔ اسی طرح اہل کفارہ بھی اگر خدا کو رحمٰن مانتے۔ تو کفارہ ماننے کی ضرورت بالکل نہ رہتی۔ ان کی معرفت بھی خدا کے متعلق بہت خام ہے۔ انہوں نے خدا کے تین حصہ کر دیئے ہیں ہر حصہ کے جداگانہ فرض ہیں۔ باپ عادل ہے بیٹا رحم کرتا ہے۔ اور روح القدس تسلی دیتا اور روشنی بخشتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن رحیم مالک اور نور مانتے۔ تو کبھی یہ ان کو تفرقہ نہ کرنا پڑتا حالانکہ یسوع نے صاف کہدیا تھا۔ کہ نیک ایک ہے اس سے نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت یسوع ایک ہی مانتے تھے۔ خدا تعالیٰ مالک ہے وہ اپنی مخلوق کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے۔ جو کہ ایک مالک اپنے مملوک کے ساتھ کیا کرتا ہے کفارہ خدا کی عدالت کو بٹہ لگاتا ہے۔ کیونکہ گناہ تو مخلوق کرتی ہے اور پکڑا جاتا ہے خدا کا بیٹا یہ ہم نے کسی عدالت میں نہیں دیکھا نہ کسی قانون میں لکھا ہے کہ گناہ کوئی کرے اور پکڑا جائے کوئی

*…نے ایک اصل مقرر کی ہے۔ کہ جہاں جہاں دعائیں مانگی گئی ہیں

# تصدیق المسیح

## پیشگوئیوں میں مجاز و استعارہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہچاننے میں بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے۔ کہ وہ پیشگوئی کے ہر لفظ کو اس کے ظاہر معنوں میں لیتے ہیں حالانکہ روزمرہ کی گفتگو میں ان کا طرز عمل اس کے خلاف ہے۔ اور پھر یہ مطالبہ ان قواعد کے خلاف ہے جو کسی لفظ کے معنے معلوم کرنے کے لئے مقرر ہیں پیشگوئی کا اصل خواب یا کشف یا الہام ہوتا ہے جس میں ایمان بالغیب کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی خفا ضرور رکھتا ہے۔ اور غالباً ایسا کوئی مومن نہیں۔ بلکہ کافر بھی نہیں۔ جس نے کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی سچا خواب نہ دیکھا ہو۔ اور پھر یہ بھی کہ وہ خواب جو دیکھا اس کی تعبیر نہ کی ہو یعنی اس کے مجازی معنے مراد نہ لئے ہوں۔ جب صورت حال یہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ کسی حدیث میں اگر مسیح یا مہدی کے علامات بیان کئے گئے ہیں۔ تو ان الفاظ کے معنے کتب الرویا سے نہ دیکھے جائیں۔ صرف سورۃ یوسف بہت سا عرفان بخش سکتی ہے۔ مگر قرآن مجید میں کوئی تدبر کرنے والا بھی ہو۔ دیکھو وہاں پر پہلے سورج و چاند کو سجدہ کرتے دیکھنا اور پھر اس کے معنے یہ نکلنے۔ کہ بھائی مطیع ہو گئے۔ اور اس نظارہ کے پیش ہونے پر یوسف کا بے اختیار

پکار اٹھنا۔ ایسا ہی سبع بقرات سمان (سات موٹی گائیوں سے سات سال خوشحالی کے مراد نکلنے۔ اس قسم کی کئی مثالیں ہیں جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئیوں کے الفاظ میں غالب حصہ مجاز واستعارہ کا ہوتا ہے۔

اب اس حقیقت کو کوئی نہ سمجھتا ہوا اگر مہدی کے متعلق مفصلہ ذیل نشان کو اسی صورت میں دیکھنا چاہیئے جو اس کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہے۔ تو وہ سخت نادان ہے۔ وہ نشان یہ ہے۔ حتی ترعی الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذیاب مع الغنم و یلعب الصبیان بالحیات لا تضرهم۔ شیر اونٹوں کے ساتھ چیتے بیلوں کے ساتھ۔ بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ ہر ایک دانشمند ان الفاظ کو پڑھتے ہی اس نتیجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ مراد اس سے امن و انصاف کا زمانہ ہے یعنی مہدی جس ملک میں آئیگا۔ اس کا بادشاہ عادل رعیت نواز ہوگا۔ اس نے اپنی رعایا کو مذہبی آزادی دے رکھی ہوگی لیکن ہمارے فلاں کہتے ہیں۔ نہیں ہم تو کبھی نہ مانیں گے۔ جب تک ہم بچوں کو سانپوں کے ساتھ بکریوں کو بھیڑیوں کے ساتھ کھیلتا نہ دیکھ لیں۔

حالانکہ عینہ ایسی ایک مثال اس سے پہلے گذر چکی ہے یسعیاہ نبی "باب میں ایک پیشگوئی کرتے ہیں۔ جو ان الفاظ میں ہے۔

"یسی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی۔ اور اس کی جڑوں سے ایک پھلدار شاخ پیدا ہوگی۔ اور خداوند کی روح اس پر ٹھہریگی حکمت اور خرد کی روح مصلحت اور قدرت کی روح معرفت اور خداوند کے خوف کی روح اور وہ خداوند کے خوف کی بابت تیز فہم ہوگا۔ وہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق حکم نہ کرے گا۔ اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے موافق فیصل کریگا۔ بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کریگا۔ اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کریگا۔ اور وہ اپنے منھ کی لاٹھی سے زمین کو ماریگا۔ اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالیگا۔ اس کی کمر کا پٹکا راستبازی ہوگی۔ اور اس کے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہونگے اس وقت بھیڑیا برے کے ساتھ رہیگا۔ اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھیگا۔ اور بچھیا اور شیر بچہ اور پالا ہوا بیل ملے جلے رہنگے۔ اور ننھا بچہ ان کی پیش روی کرے گا۔ گائے اور بھینس ملکر چرینگے۔ ان کے بچے ملے جلے بیٹھینگے۔ اور شیر ببر بیل کیطرح بھوسا کھائیگا۔ اور دودھ پیتا بچہ سانپ کے بل کے پاس کھیلیگا۔ اور وہ لڑکا جس کا دودھ چھڑایا گیا ہو گا۔ افعی کی بانبی میں ہاتھ ڈالیگا۔ وہ میرے مقدس کوہ کی سب اطراف میں کسی کو دکھ نہ دینگے۔ اور نہ توڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ جس طرح پانی سے سمندر بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی"۔

یہ پیشگوئی عیسائیوں کا دعوی ہے۔ کہ مسیح ناصری کے بارے میں ہے۔ چنانچہ اعمال باب ۱۳ میں اور اس کی گواہی میں کہا۔ کہ "میں نے یسی کے بیٹے داؤد کو اپنے دل کے موافق پایا۔ وہی میری سب خواہشیں پوری کریگا۔ اور اسی کی نسل سے خدا نے اپنے وعدے کے موافق اسرائیل کے لئے نجات دینے والے یسوع کو اٹھایا"۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ آیا اس کے عہد میں بھیڑیئے برے کے ساتھ چیتا حلوان کے ساتھ۔ اور ننھے بچے سانپ کے ساتھ کھیلے۔ یا صرف یہی مطلب ہے۔ کہ ایک امن والی حکومت تھی جب مسیح ناصری کے بارے میں ہم ان علامات کے یہ معنے سمجھتے ہیں۔ اور کسی نبی کے عہد میں حتےٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر بھی جانوروں کی فطرت حسب آیت لا تبدیل لخلق اللہ نہیں بدلی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مسیح محمدی کے زمانے میں یہ خلاف فطرۃ باتیں ظہور میں آئیں۔ اور جب ایک پیشگوئی کے الفاظ کے معنے ہم مجازی لیتے ہیں۔ اور لینے پر مجبور ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ انہی الفاظ کے معنے دوسرے وقت میں وہ کریں۔ جن سے بہت سی آیات محکمات کا تخالف لازم آتا ہے۔

خود جناب رسالتماب سرور کائنات کے بارے میں جو پیشگوئی بائیبل میں ہے۔ اس کے معنے بھی مجازی لینے پڑتے ہیں۔ چنانچہ حبقوق نبی کی کتاب باب ۳ میں یہ الفاظ ہیں۔

"اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا۔ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں۔ پر وہاں بھی اس کی قدرت در پردہ تھی۔ مری اس کے آگے آگے چلی۔ اور اس کے قدموں پر آتشی دبا روانہ ہوئی۔ وہ کھڑا ہوا اور اس نے زمین کو لرزا دیا۔ اور اس نے نگاہ کی۔ اور قوموں کو پراگندہ کر دیا۔ اور قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھس گئیں"۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ تمام باتیں نبی کریم صلعم پر صادق آتی ہیں۔ آپ کو وہ شوکت عطا ہوئی۔ کہ واقعہ میں اس کے سامنے آسمان چھپ گیا۔ بڑے بڑے رؤساء و امراء جو جبال کہلاتے سرنگوں ہو گئے۔ اور آتشی دبا نے آپکا ساتھ دیا۔ لیکن اگر لفظ پرستی پر جائیں۔ تو پھر بہت مشکل پڑے۔

کیونکہ آسمان تو ہر زمانے میں موجود رہا۔ اور کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ وہ چھپ گیا ہو۔ اسی طرح آپکے ہاتھ سے بیشک ایک نورانی کتاب نکلی اور تمام دنیائے مذہبی اس کے نور سے جگمگا اٹھی لیکن اگر ظاہر پرستی پر جائیں۔ تو پھر وہ غیر معمولی روشنی تلاش کرنی پڑیگی۔ اسیطرح وہ مری دیکھنی چاہیئے جو آپکے آگے آگے چلتی تھی۔ اور وہ آتشی وبا کونسی ہے۔ جو قدموں میں چلتی تھی۔ اور کب آپ کھڑے ہوئے تو ساری زمین میں ایک بھونچال آیا تھا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ آپکے ظہور پر مذہبی دنیا میں ایک زلزلہ آیا۔ اور اس سے مغلوب غالب کمزور حکمران ہو گئے۔ بت اوندھے منہ گر پڑے اور توحید کا غلغلہ تمام سرزمین عرب میں بلند ہوا۔ اسیطرح اگر مکہ میں کوئی پہاڑ تلاش کرنے جائیں جو اس وقت ریزہ ریزہ ہو گیا ہو۔ تو نہیں ملیگا۔ ہاں بڑی بڑی سلطنتوں کو دکھایا جا سکتا ہے۔ جو آپکے ظہور کے بعد ریزہ ریزہ ہو گئیں۔

ان تذکرہ بالا مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئیوں میں غالب طور پر مجاز و استعارہ کا استعمال ہوتا ہے۔ بائیبل سے میں نے دو چار نمونے دکھائے ہیں۔ اب انشاء اللہ اگلے اشیو میں قرآن مجید و احادیث شریف سے اس قسم کی مثالیں دکھاؤں گا جن سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا۔ کہ پیشگوئیوں میں اور خدا کے کلام میں مجاز و استعارہ ضروری طور پر ہوتا ہے۔ اور اللہ نے اپنے بندوں کے لئے یہ امتحان رکھا ہے۔ تاکہ وہ ایمان بالغیب کا ثواب حاصل کریں۔

(جنازہ غائب)

غلام حسین صاحب احمدی نگری کے والد مرحوم جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ احباب جنازہ

# امر بالمعروف

## دین کو دنیا پر مقدم کرو

اس پاک وجود پر ہمارے جان و دل قربان ہوں جس نے اپنی عمر خدمت دین میں خرچ کر دی - اور جسے ہر ایک ساعت و گھڑی دین اسلام کی ترقی کا فکر دامنگیر رہتا تھا - وہ پاک وجود جس کی آرزو یہی تھی کہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور مدتوں کے بچھڑے ہوئے بھی اسی معشوق حقیقی سے جا ملیں - اور پروانہ وار اس شمع رو پر فدا ہو جائیں جو ہر تاریکی کا اجالا اور ہر ظلمت کا نور ہے - اس لئے راتیں جاگ کر کاٹیں - اور دن ٹہلکر گذارے - اور کوئی وقت نہ تھا جب اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ اور غرق ہوتے ہوئے جہاز کے بچانے کی تدابیر اس کے دماغ میں چکر نہ لگا دیں اور آخر الذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا کے ارشاد کے ماتحت اس بحر حقیقت کے غوطہ خور نے وہ موتی نکال ہی لیا - جو ہر تاریک دل کو روشن کر سکتا تھا یعنے اس نے کھول کھول کر ہر غافل از سر دلبراں کو سنا دیا - کہ خدا تعالیٰ تک پہونچنے کا ایک ہی طریق ہے - اور وہ یہ کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو - اس نے اپنی تقریروں میں اپنی تحریروں میں اپنی گفت گوئیں اپنی باتوں میں اس نسخہ کا اظہار کرنا شروع کیا - اور جو کوئی ملتا - اس کے آگے یہی بیان چھیڑ دیتا ہے - کہ اسوقت اسلام کی ترقی کا یہی ایک ذریعہ ہے - کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو +

پھر یہی نہیں - اس نے اپنی بیعت کی شرطیں یہی رکھی - کہ جو شخص اس سے تعلق پیدا کرنا چاہے - اول اقرار کرے کہ میں ہمیشہ ہر وقت اور ہر جگہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا +

اس وقت دنیا کی جو حالت ہے - اور جو ایک صدی سے زائد عرصہ سے چلی آرہی ہے - اس سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ اسوقت سب سے بڑی مرض یہی ہے - کہ لوگ دنیا کو عقبےٰ پر ترجیح دیتے ہیں - روپیہ کو خدا کی رضاء پر مقدم کرتے ہیں - اور مال کو معرفت الٰہی سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں - بلکہ یوں کہنا چاہیئے - کہ دین کی تو فکر کسی کو ہے ہی نہیں سب دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں - اور اسی کو اپنا قاضی حاجات یقین کرتے ہیں حتیٰ کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

اے زر تو خدا نئے ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجات

یورپ تو اپنی مادی ترقی میں ایسا مشغول ہوا ہے - کہ اسے دین کی خبر ہی نہیں رہی حتےٰ کہ احادیث میں اسے کانے دجال سے تشبیع دیگئی ہے - جو ہر وقت دنیا کی ہی طرف دیکھتا ہے - دین کی آنکھ اس کی پھوٹی ہوئی ہے - کبھی اس طرف نگاہ ہی نہیں کرتا - کہ مرنے کے بعد بھی کچھ ہوگا +

آئے دن یورپ سے نئی سے نئی ایجادات کی اطلاعیں آتی رہتی ہیں لیکن یہ آواز کبھی نہیں آئی - کہ وہاں فلاں شخص نے روحانیت میں اس حد تک ترقی کی ہے - یورپ کی تقلید میں وہ لوگ بھی جو اسے اپنا پیر طریقت یقین کرتے ہیں - اور اس کی آواز پر لبیک کہنا نجات کا ذریعہ جانتے ہیں - دنیا ہی کے کاروبار میں منہمک ہیں - اور ان کے خیالات و ارادہ بھی دنیا کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتے +

چونکہ دنیا کی نعمتیں تو فوراً ملجاتی ہیں - اور آنکھوں کے سامنے پھرتی ہیں - اور دینی نعمتوں کے لئے قلب سلیم اور ذوق صحیح کی ضرورت ہے - اور وہ ابتلاؤں اور مصائب کی دار و سے تلخ چکھے بغیر حاصل نہیں ہوتا - اس لئے عام طور پر لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونا دوبھر معلوم ہوتا ہے - اور وہ فوری لذات کو چھوڑ کر آئندہ کے وعدوں پر بھروسہ کرنے سے کنیاتے ہیں - اور یہی وجہ ہے کہ لوگ دین کے مقابلہ میں دنیا کو قبول کر لیتے ہیں - کیونکہ دین تو نفس کی اصلاح کے لئے آتا ہے - اور اس میں ایسے احکامات ہوتے ہیں - کہ جنکی اصل غرض تزکیہ ہوتی ہے - اور نفس کو ان خواہشات سے روکا جاتا ہے - جن کے پورا کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا اور روح مرجھا جاتی ہے - ہزاروں ارادے ہوتے ہیں - جنکو اس لئے چھڑوا دیا جاتا ہے - کہ کہیں ان کے پیچھے پڑ کر انسان خدا سے غافل نہ ہو جائے - ادہر دنیا کا مال و متاع جھوٹا آرام اور فریب دہ آرائیش انسان کے دلکو اپنی طرف کھینچتے ہیں - اور جب انسان ان کے حصول کے پیچھے پڑتا ہے - تو خدا سے غافل ہو جاتا ہے - کیونکہ پاک اور ناپاک گندہ اور مقدس - بد اور نیک ایک جا جمع نہیں ہو سکتے - نفیس طبیعتیں اور نازک مزاج بدبو اور تعفن کے پاس بھی نہیں پھٹک سکتے پھر جو انسان دنیا کے پیچھے پڑ کے طرح طرح کے گندوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رشتہ نقلی چیزوں سے جوڑ لیتا ہے وہ اس اعلےٰ سے اعلےٰ ہستی کے دربار میں کب باریاب ہو سکتا ہے - جو تمام خوبیوں کا خالق ہے +

غرضیکہ دنیا میں پڑ کر پھر خدا کی طرف بالکل توجہ نہیں ہو سکتی - اور یہی ایک نقص تھا - کہ جسے مسیح الزمان نے ہزارہا دعاؤں کے بعد معلوم کیا - اور جب مرض دریافت ہو گئی تو علاج سہل تھا - لوگ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہتیری کوشش کر رہے تھے - لیکن کوئی کامیابی نہ تھی - کیونکہ وہ اصل مرض سے واقف ہی نہ تھے - ہمارے حضرت مسیح موعود نے اصل مرض کو دریافت کیا - اور اس طرح ہمارے لئے خدا تعالیٰ تک پہونچنے کا راستہ صاف کر دیا +

اب ایسے وہ دل جو اس مسیح سے محبت رکھتا ہے اور اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور ایسے وہ انسان جو اس کی کوششوں کی وقعت کو سمجھتا اور اس کے درد کو محسوس کرتا ہے اپنے کپڑے اٹھالے اور کمر ہمت باندھ لے - کہ مرض اور اس کا علاج معلوم ہو گیا ہے - اور نسخہ دینے والا نسخہ دے گیا ہے خدا تعالیٰ نے اس نسخہ کے استعمال کرنے کے لئے تجھے ہر قسم کے سامان مہیا کر دیئے ہیں سوچنے والا دماغ اور نصیحت حاصل کرنیوالا دل کام کرنیوالے ہاتھ اور پاؤں پھر دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان اور محسوس کرنیوالا بدن عنایت کیا ہے - انہیں کام میں لاؤ اور اپنے بھلے اور برے کو سمجھو +

دنیا ایک دہوکہ ہے - ایک سراب ہے ایک فریب ہے - اس کی آرائیشوں اور سامانوں پر نہ جاؤ - کہ وہ دراصل ایک پھوڑے کی طرح ہے - جو بظاہر چمکتا ہے لیکن اندر سے پیپ سے پر ہے - وہ ایک حنظل کی طرح ہے - جو بظاہر خوبصورت ہوتا ہے لیکن کھا کر کڑوا معلوم ہوتا ہے - اس دنیا کے پنجہ بلی کے پنجہ میں کہ جب اول اول رکھتی ہے تو مخمل سے ملائم معلوم ہوتے ہیں - لیکن جب یہ اپنے پنجے نکالتی ہے - تو شیر کی طرح تیز ہوتے ہیں - دنیا ایک شربت کا پیالہ ہے - جو پینے میں شیریں معلوم ہوتا ہے - لیکن جب پی چکو تو سنکھیا اپنا اثر کرتا ہے - اور تشنج کی تکلیف شروع ہو جاتی ہے - پس اس کے فریب میں مت آؤ - عقبےٰ کی فکر کرو - دین کے حاصل کرنے کی کوشش کرو - کہ تقوےٰ کے بغیر انسان ایسا ہی ہے - جیسا جسم بے جان یا مشک بے مے کیا مردہ جسم کسی کام کا ہے یا خالی مشک کوئی قیمت پاتی ہے - پھر کیوں اپنے آپ کو کم قیمت بناتے ہو؟

میری اس تحریر کا یہ مطلب نہیں - کہ دنیا کا حاصل کرنا بالکل منع ہے - اور یہ کہ اسے بالکل ترک کر دیا جائے - بلکہ میرے مضمون کا ہیڈنگ ہی یہی ہے - کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو - دنیا اسی وقت زہر بنتی ہے جب اس کے ساتھ دین کا تریاق نہ ہو - جب دین کا تریاق ساتھ ہو - تو یہ زہر جسم کی قوت کا باعث ہو جاتا ہے - پس دنیا کو اختیار کرو مگر اس حد تک جہاں تک دین اجازت دیتا ہے - جس دنیا سے دین روکتا ہے - اسے چھوڑ دو اور اس سے الگ ہو جاؤ - کہ اسی میں بہتری ہے +

تمام دنیا دنیا کی طرف جھکی ہوئی ہے - اور لوگ اس کے عشق میں متوالے ہیں - تم دین کو اختیار کرو تا خدا کے حضور قبول ہو اس دنیا کے سامان جنکی خاطر لوگ خدا کو چھوڑتے ہیں - وہ چیز ہی کیا ہے - آخر ایک دن مرنا ہے اور مر کر خدا کے پاس جانا ہے پھر اس چند روزہ زندگی کی خاطر خدا کو چھوڑنا کیسی حماقت ہے +

پیارو دین کیلئے جو کچھ بھی ہو سکے قربان کر دو - کیونکہ جو لوگ دین کی خدمت کرتے ہیں - وہ دنیا سے بھی خالی نہیں رہتے - اور خدا تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی ذلیل نہیں کرتا - اور آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا - کہ جو لوگ دین کے حصول کے لئے کوشاں

# تاریخ اسلام

## سیرۃ النبی

### اخلاص باللہ و ذکر الٰہی

ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں۔ کہ ذرہ عبادت کی اور مغرور ہو گئے۔ چند دن کی نمازوں یا عبادتوں کے بعد وہ اپنے آپ کو فرعون بے سامان یا فخر اولیاء سمجھنے لگتے ہیں۔ اور دنیا و مافیہا ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتی ہے۔ بڑے سے بڑے آدمی کی حقیقت کچھ نہیں جانتے۔ بلکہ انسان کا تو کیا کہنا ہے خدا تعالیٰ پر بھی اپنا احسان جتلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو عبادات ہم نے کیں ہیں گویا خدا تعالیٰ پر احسان کیا ہے اور وہ ہمارا ممنون ہے۔ کہ ہم نے اسکی عبادت کی ورنہ اگر عبادت نہ کرتے۔ تو وہ کیا کر لیتا۔ جو لوگ اس طرز کے نہیں ہوتے ان میں سے بھی اکثر ایسے دیکھے گئے ہیں کہ عبادت کر کے کچھ تکبر ضرور آ جاتا ہے۔ اور بہت ہی کم ہیں۔ کہ جو عبادت کے بعد بھی اپنی حالت پر قائم رہیں اور یہی نیکوں کا گروہ ہے۔ پھر سمجھ سکتے ہو۔ کہ نیکوں کے سردار اور نبیوں کے سرآور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہوگا۔

آپ تو کل خوبیوں کے جامع اور کل نیکیوں کے سرچشمہ تھے۔ عبادت کسی تکبر یا بڑائی کے لئے کرنا تو الگ رہا جسقدر خدا تعالیٰ کی بندگی بجالاتے تھے ہی ان کی آتش شوق تیز تر ہوتی۔ اور آپ بجائے عبادت پر خدا تعالیٰ کو ممنون احسان بنانے کے خود شرمندۂ احسان ہوتے۔ کہ الٰہی اسقدر توفیق جو عبادت کی ملتی ہے۔ تو تیرے ہی فضل سے ملتی ہے۔ آپکی عبادت مسلسل کا رنگ رکھتی ہے۔ کچھ حصہ وقت جب عبادت میں گذارتے۔ تو خیال کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کام کی توفیق دی۔ اس احسان کا شکر بجالانا ضروری ہے پس جذبۂ ادائیگی شکر سے بے اختیار ہو کر پھر عبادت کرتے۔ اور پھر اسے بھی خدا تعالیٰ کا ایک احسان سمجھتے۔ کہ شکر بجا لانا بھی ہر ایک کا کام نہیں جبتک خدا تعالیٰ کا احسان نہ ہو۔ پھر اور بھی زیادہ شوق کی جلوہ نمائی ہوتی۔ اور پھر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جاتے اور یہ سلسلہ ایسا وسیع ہوتا۔ کہ راتوں عبادت کرتے کرتے پاؤں سوج جاتے۔ صحابہؓ عرض کرتے یا رسول اللہ اسقدر بھی عبادت کی آپکو کیا حاجت ہے۔ آپکے تو گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ اس کا جواب آپ یہی دیتے کہ پھر کیا میں شکر نہ کروں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں۔ ان کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لیقوم لیصلی حتی ترم قدماہ او ساقاہ فیقال لہ فیقول افلا اکون عبدا شکورا رسول کریم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپکے قدم یا (دیا کہا) پنڈلیاں سوج جاتیں۔ لوگ آپ سے جب کہتے۔ کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو آپ جواب دیتے۔ کہ کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

اللہ اللہ کیا عشق ہے۔ کیا محبت ہے۔ کیا پیار ہے خدا تعالیٰ کی یاد میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا خون کا دوران نیچے کی طرف شروع ہو جاتا ہے اور آپکے پاؤں متورم ہو جاتے ہیں لیکن محبت اسطرف خیال ہی نہیں جانے دیتی۔ آس پاس کے لوگ دیکھکر حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ کرتے کیا ہیں۔ اور آپکے درد سے تکلیف محسوس کر کے آپکو اس طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ اور کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ اور اسقدر دکھ اٹھاتے ہیں۔ آخر کچھ تو اپنی صحت اور اپنے آرام کا بھی خیال کرنا چاہئیے۔ مگر وہ دکھ جو لوگوں کو بے چین کر دیتا ہے اور جس سے دیکھنے والے متاثر ہو جاتے ہیں۔ آپ پر کچھ اثر نہیں کرتا۔ اور بجائے عبادت میں کچھ سستی کرنیکے اور آئندہ اسقدر لمبا عرصہ اپنے رب کی یاد میں کھڑے رہنا ترک کرنے کی بجائے آپ انکی اس بات کو ناپسند کرتے ہیں اور انہیں جواب دیتے ہیں کہ کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں وہ مجھ پر اس قدر احسان کرتا ہے۔ اس قدر فضل کرتا ہے۔ اس شفقت کے ساتھ مجھ سے پیش آتا ہے پھر کیا اس کے اس حسن سلوک کے بدلہ میں اس کے نام کا ورد نہ کروں۔ اس کی بندگی میں کوتاہی شروع کر دوں۔

کیا اخلاص سے بھرا اور کیسی شکر گذاری ظاہر کرنیوالا یہ جواب ہے۔ اور کس طرح آپکے قلب مطہر کے جذبات کو کھول کر پیش کر دیتا ہے۔ خدا کی یاد اور اس کے ذکر کی یہ تڑپ اور کسی کے دل میں ہے۔ کیا کوئی اور اس کا نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ کیا کسی اور قوم کا بزرگ آپکے اس اخلاص کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ میں اس مضمون کے پڑھنے والے کو اسطرف بھی توجہ کرانا چاہتا ہوں۔ کہ اس عبادت کے مقابلہ میں اس بات کا خیال بھی رکھنا چاہئیے۔ کہ آپ کس طرح کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ اور یہی نہیں کہ رات کے وقت عبادت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور دن بھر سوئے رہتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو پھر اس شوق اور تڑپ کا پتہ نہ لگتا جو اس صورت میں ہے کہ دن بھر بھی آپ خدا تعالیٰ کے نام کی اشاعت اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا رواج دینے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ خود پانچ اوقات میں امام ہو کر نماز پڑھاتے تھے دور دور کے جو وفود اور سفرا آتے تھے۔ ان کے ساتھ خود ہی ملاقات کرتے اور ان کے مطالبات کا جواب دیتے جنگوں کی کمان بھی خود ہی کرتے تھے۔ قرآن شریف کی تعلیم بھی دیتے جج بھی خود تھے۔ تمام دن جسقدر جھگڑے لوگوں میں ہوتے انکے فیصلہ کرتے۔ عمال کا انتظام۔ بیت المال کا انتظام ملک کا انتظام دین اسلام کا اجراء اور پھر جنگوں میں فوج کی کمان۔ بیویوں کے حقوق کا ایفاء پھر گھر کے کام کاج میں شریک ہونا یہ سب کام آپ ذاتی وقت کرتے اور ان کے بجا لانیکے بعد بجائے اس کے کہ چور ہو کر بستر پر جا پڑیں اور سورج کے نکلنے تک اس سے سر نہ اٹھائیں یا بار اٹھ کر بیٹھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر کے تہجد کرتے۔ اور نصف رات کے اندر اپنے بستر پر اٹھ کر وضو کرتے اور تن تنہا جب چاروں طرف خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا ہوتا۔ اپنے رب کے حضور میں نہایت عجز و نیاز سے کھڑے ہو جاتے۔ اور تلاوت قرآن شریف کرتے اور اتنی اتنی دیر تک کھڑے رہتے۔ کہ آپکے پاؤں متورم ہو جاتے حتیٰ کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں بھی آپکے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ تو اس قدر تکلیف ہوئی۔ کہ قریب تھا۔ کہ میں نماز توڑ کر بھاگ جاتا کیونکہ میرے قدم اب زیادہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور میری طاقت سے باہر تھا۔ کہ زیادہ کھڑا رہ سکوں۔ یہ بیان اس شخص کا ہے جو نوجوان اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں کہیں کم تھا جس سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ آپکی ہمت اور جذبۂ محبت ایسا تیز تھا۔ کہ باوجود پیری کے اور دن بھر کام میں مشغول رہنے کے آپ عبادت میں اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے۔ کہ جوان اور پھر مضبوط جوان جن کے کام آپکے کاموں کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہ تھے۔ آپکے ساتھ کھڑے نہ رہ سکے اور رہ جاتے۔

یہ عبادت کیوں تھی۔ اور کس وجہ سے آپ یہ مشقت برداشت کرتے تھے۔ صرف اسی لئے کہ آپ ایک شکر گذار بندے تھے۔ اور آپکا دل خدا تعالیٰ کے احسانات کو دیکھکر ہر وقت اس کے ذکر کرنے کی طرف مائل رہتا۔ چنانچہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں جب آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ اس قدر عبادت میں کیوں مشغول رہتے ہیں۔ تو آپنے یہی جواب دیا۔ کہ کیا میں خدا تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

غرضیکہ جس محبت اور شوق سے آپ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان مشاغل کے باوجود جو آپکو دن کے وقت درپیش رہتے تھے۔ اس کی نظیر دنیا میں اور کسی ہادی کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ بلکہ تو میں دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ اگر دنیا کے دیگر ہادیان کے اشغال کا آپکے اشغال سے مقابلہ کیا جائے۔ تو ان کے اشغال ہی آپکے اشغال کے مقابلہ میں بہت کم نکلیں گے لیکن اس فرق کو نظر انداز کر کے بھی انکی زندگی میں ذکر الٰہی کی یہ کثرت نہ پائی جائیگی۔

بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا مطالعہ جس غور سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور کسی انسان نے نہیں کیا۔ اسی لئے جس محبت سے آپ اپنے پیارے کا نام لیتے تھے اور کسی انسان نے نہیں لیا۔ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے محبین اور ذاکرین میں بڑے بڑے لوگ ہوئے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ آپ جیسا ذاکر اور محب اور کوئی نہیں مل سکتا۔

**خریداران الفضل** کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ جن صاحبان کی قیمت سہ ماہی ختم ہو چکی ہے۔ اگلا پرچہ ان کے نام وی پی کیا جائیگا۔ بہت سے خطوط بھی آ چکے ہیں۔ کہ ہمارے نام وی پی کیا جاوے لہذا ان سب صاحبان کی خدمت میں جن کی قیمت سہ ماہی ختم ہو چکی ہے۔ اگلا (نمبر ۱۸) وی پی کرونگا۔ میرے دوست لینے کو تیار رہیں۔

(مینیجر)

# تادیب النساء

## مستورات کو ایک نیک مشورہ

اوّل - قرآن کریم میں فرمایا - بی بی وہی اچھی ہوتی ہے - جو کہ عبادت گذار ہو - صابر ہو متحمل ہو عصمت شعار ہو - اس کی آنکھیں صرف اپنے خاوند پر ٹھہری ہوئی ہوں - جو حور جنت کی صفت ہے - پھر سب سے زیادہ یہ کہ اطاعت گذار ہو - اس میں خاوند کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری میں اس کے رشتہ داروں کی اطاعت بھی شامل ہے - اور قاطع رحم نہ ہو - جو شخص قطع رحم کرے اس کی بخشش نہ ہوگی - اس کی دعا مقبول نہیں ہوتی - اور عصمت شعاری کی نسبت فرمایا - عورتو! تم ایک نفیس چیز ہو - سو نفیس اور شفاف چیز کو زنگار اور غبار یا میلا ہونے کا بھی خطرہ ہے - اور نازک و نفیس شئے کی جبتک کامل طور سے حفاظت نہ کیجائے - وہ ضرور خراب ہوگی - یہ ایسے بیش قیمت انمول فقرے ہیں کہ اس سے زیادہ پر اثر فقرے میری کیا بساط کہ بنا سکوں سو ہر اس معظمہ محترم بی بی کو جو اسلام والے گھروں میں ہے - اس پر ضرور دائم و پختہ طور سے عامل ہونا چاہیئے - کہ دینی و دنیاوی فلاح کا موجب ہے +

دوم - فرمایا گیا ہے - پاکیزہ رہو - کہ طہارت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے - پانچوں وقت نماز کا حکم اس لئے ہے - کہ کامل طور سے انسان پاک رہے - برتن کی نسبت یہانتک حکم اسلام ہے - کہ رات کو کوئی برتن ننگا نہ رہے - کپڑے میلے یا پیشاب پلیدی لگے ہوؤں سے نماز درست نہیں - پیشاب کی چھینٹ پاؤں پر پڑ جاوے - تو سخت گناہ لکھا ہے - مردہ جانوروں کا گوشت یہانتک کہ کتے کا جوٹھا دودھ گھی پلید اور گندہ فرمایا +

سوم - پردہ کا حکم یہاں تک فرمایا ہے - کہ جو منفائی حصہ بال کا کھلا ہو یا ایسا کپڑا جس سے بدن نظر آتا ہو - یا بال نظر آتے ہوں - جیسے باریک ململ یا جالی کے دوپٹہ سے تو نماز صحیح نہیں ہوتی - بے شک عورتوں کو سب زینت جائز ہے - مگر اسلامی حد بھی تو کوئی چیز ہے - بال سنوارنے تو جائز - مگر زلفیں کاٹ کر پھر انہیں نماز کے وقت یا کسی نامحرم کے سامنے کھلا رکھنا سخت گناہ ہے - اور عورت کی زینت زیادہ تر بال ہی ہیں - اسی طرح چونڈا کرنا یعنی پچھلی طرف بالوں کا جوڑا باندھنا شاید جائز تو ہے مگر برقعہ میں جوڑا باندھ کر راستہ میں چلنا بہت بڑا گناہ ہے - خیر یہ تو لمبا قصہ ہو رہا ہے - عورت اپنی زینت زیبائش غیر محرموں سے چھپائے رکھے +

چہارم - سب سے عمدہ دستور العمل یہ کہ کفایت شعار ہو - اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے - اور اسراف کرنا سخت گناہ ہے - مثلاً میاں کی تنخواہ تو پانچ روپیہ اور بی بی کے دوپٹہ کو پانچ روپیہ والا توفیتہ ہی لگا ہوا ہے - یا میاں بچارا تو ۲ (دو آنہ) روز کی مزدوری والا ہے - اور بی بی کے ہاتھوں کی چوڑیاں ۱۲ (بارہ آنہ) جوڑہ کی پڑی ہیں - بٹیا تو مزدور کا اور سفید ریشم کا کرتہ پہن کر جبتک باہر نہ نکلے - چہار بیویوں میں منہ دکھانے کے قابل نہیں - یہ سخت نامناسب بات کیا بلکہ گناہ اور عیب ہے - اور دنیا میں خواری کے علاوہ دین بھی ہاتھ سے جاتا ہے +

پنجم - ہر ہنرمند بیوی کو کبھی نکمی نہ بیٹھنا چاہیئے - وہ کسی نہ کسی کام میں لگی رہے - خواہ اسے خود ضرورت کام کی نہ ہو - یعنی کر کے کھانے کی ضرورت نہ ہو - مگر حلال کما کر کسی حاجتمند محتاج کو دینا وارث جنت ہونے کا ثبوت ہے - حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا چمڑے رنگنے کا ہنر جانتی تھیں - اور وہ مزدوری لیکر محتاجوں میں بانٹتی تھیں میں یہ نہیں کہتی کہ پھولوں کی سیجوں پر سونے والیاں یا امیرانہ زندگی گذار بیویاں اب چکی یا چرخہ کا کام کریں - نہیں وہ اپنی حیثیت کے موجب بہت عمدہ نازک کام کر سکتی ہیں - مثلاً دیکھو - تربوز خربوزہ کے بیج نکال کر دیکھیں - ہے تو محنت کا کام - مگر کیسے قیمتی ہوتے ہیں - بازار کے بو سیدہ مغز بہت گران بیتے ہیں - یا دیکھو سلائی کا کیسا بیش قیمت کام ہے - بازار میں بچوں کے گرم موزے ۸ (آٹھ آنہ) بنیان دو چار روپیہ سے کم نہیں ملتی - اگر گھر میں اون لیکر بنوائی جاوے - تو علاوہ کم قیمت لگنے کے مضبوط اور عمدہ بھی ہوگی - اسی طرح زنانہ مردانہ موزے ہی دیکھو - غور کرو - تو کئی ہزار ہا روپیہ دوسروں کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے - حالانکہ یہ کیسا آسان کام ہے +

پھر اس سے بھی زیادہ بادشاہی کام اور ہنر لکھنے پڑھنے کا ہے - اگر عورتیں خوشخطی سیکھیں - اور یہ تو عورتوں کا ہی اصل پیشہ معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اگر وہ غور کریں تو ان کو جلدی آ سکتا ہے - کاتبوں کی آجکل بہت ضرورت اور مانگ ہے - اور عورتیں تو اندر بیٹھے کاپی نویسی عمدہ طور سے کر سکتی ہیں - اور میں نے سنا ہے ایک خاتون نان ہند کتابت کرتی بھی ہیں - چنانچہ ایک بہن بنام کنیز کبرے صاحبہ دہلی کو بیگم صاحبہ بھوپال کی جانب سے صرف ایک سورۂ خوشخط پیش کرنے پر پانچسو کی جڑاؤ پہنچیاں انعام مل بھی چکیں - غرضیکہ یہ عمدہ نازک و نفیس کام ہے - بیویاں اپنی بہت ساری معزز بہنوں کی خدمت میں عرض کرتا رہوں - کہ اپنی بیٹیوں کو کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سکھلاؤ - حلال کمائی کھانے کے علاوہ دنیا میں کسی کی محتاج بھی نہ رہیں گی اور قوم بھی افلاس سے بچ جائیگی - آہ آجکل مسلمانوں میں یہی تو تباہی ہے آمدنیاں کم اور خرچ زیادہ ہو گئے ہیں - نکماپن اور اسراف بڑھ چلا ہے +

تجارت عورتوں سے نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی ناقص ہمتیں اس کی متحمل نہیں ہو سکتیں ہاں اپنے ایجاد پسند دماغوں سے صنعت یعنی سلائی کے کام سے اور عمدہ عمدہ صنعتوں سے وہ بہت کچھ کر سکتی ہیں بشرطیکہ ہمت کریں - اور ساتھ کوئی عمدہ مشورہ بھی ملا کرے - اور ہمت بندھانے والا کامل عقل ہونا چاہیئے - باقی پھر انشاء اللہ +

(بہنوں کی خیرخواہ سکینۃ النساء قادیان شریف)

# مناجات ناصر

یا الٰہی مجھے ایمان عطا فرما دے -
شرف خدمت قرآن عطا فرما دے

تیری قدرت سے نہیں اے میرے مولا کچھ دور
مجھ سے جاہل کو جو عرفان عطا فرما دے

میری ہر ایک ضرورت کو روا کر دے تو -
جو مجھے چاہیئے سامان عطا فرما دے

مہربانی کی نظر کر میرے احوال پہ تو
میرے ہر درد کا درمان عطا فرما دے

آنکھ وہ بخش کہ جس کی ہو نظر تیری سمت
حق کے شنوا تو مجھے کان عطا فرما دے

وہ زبان بخش کہ جس پہ ہو سدا تیرا ذکر
جان جو تجھ پہ ہو قربان عطا فرما دے

نعمتیں جس کی نظر نے میں نہ آویں ہرگز
رحمت و فضل کا وہ خوان عطا فرما دے

خواہش بد کا نہو دل میں میرے دخل کبھی
دل کے دروازے کا دربان عطا فرما دے

جس سے تو راضی ہو جو تجھ سے ہو راضی ہر دم
بخش وہ دل وہ مجھے جان عطا فرما دے

جسمیں کرتا ہے دعا جمعہ کے دن تو منظور
یا الٰہی وہ مجھے آن عطا فرما دے -

خوب ہو جنگ و جدل جسمیں میرے دشمن سے
اپنے بندے کو وہ میدان عطا فرما دے

کسی رتبے کی نہیں اس کے مقابل میں ہوس
مجھ کو تو رتبۂ احسان عطا فرما دے

دین و دنیا کی ہوس دل سے بھلا دے میرے
اپنے ملنے کا تو ارمان عطا فرما دے -

پھوڑ دوں آنکھ میں دشمن دین کی جس سے
پاس سے اپنے وہ پیکان عطا فرما دے -

جسکے ملنے سے میرا دل ہو غنی یا مولا
ایسی دولت کی مجھے کان عطا فرما دے

نیک کاموں میں مددگار ہو میرا ہر وقت
کوئی ایسا مجھے انسان عطا فرما دے

عقل ناقص کو الٰہی تو میری بخش کمال
میرے کھوئے ہوئے اوسان عطا فرما دے

دشمن و حاسد و بدخواہ پریشان ہووین
ایسی ناصر کو تو اب شان عطا فرما دے +

# فیشن!

مسٹر برک کا قول ہے۔ کہ جوں جوں تہذیب ترقی کرتی جاتی ہے توں توں ناراستی تکلف اور تصنع بڑھتی جاتی ہے۔ پوپ شاعر نے ایک نظم لکھی ہے جس میں اُس نے فیشن کی بڑی مذمت کی ہے۔ اور اس نے اپنی نظم میں دکھلایا ہے۔ کہ کسطرح عورتیں زیادہ فیشن کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ اور معمولی معمولی باتوں پر جان دینے کو طیار ہو جاتی ہیں غرضیکہ اٹھارویں صدی کے شاعر فیشن کی ہجو میں بہت کچھ لکھ گئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس سے بہت ہی تنگ آ گئے تھے۔ شاعر اپنے ملک کے لوگوں کی آواز ہوتے ہیں۔ ان کے خیالات اور آرا کے اثر قوم پر بہت ہی ہوتا ہے۔ اسیطرح گولڈسمتھ نے اپنے زمانہ کے فیشن کی سخت ہجو کی ہے۔ مگر بڑے غضب کی بات ہے۔ کہ یورپ میں ہر سال نیا فیشن ہوتا ہے۔ اور درزی ہر خریف کی آمد سے پہلے نئے فیشن کی تیاری میں بڑی شد و مد سے معروف و مشغول ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ۵ ستمبر کے ٹائمز میں ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ موسم خریف آ رہا ہے۔ موسموں میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ اور مناسب طور پر فیشن میں تبدیلی کیجا دیگی۔ اگرچہ کوئی خاص تبدیلی ظہور میں آنیوالی نہیں ہے مگر فیشن ضرور کچھ نہ کچھ بدلیگا۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دجالی قوم کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بڑی بسط سے ذکر کیا ہے۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ جو کوئی سورۃ کہف کی پہلی آیات کو پڑھیگا۔ وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہیگا۔ اب ہم جبکہ اُن دس آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ جو کہ قالوا اتخذ اللہ ولداً مالہم بہ من علم ولا لاباءہم کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً۔ وہ دجالی قوم ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی علمی دلیل نہیں۔ اور نہ ان کے بڑوں کے پاس ہے یہ ایک بڑا بول ہے۔ جو کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ محض جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم نے جو یہاں اس بیان کو بیان کیا ہے یہ بلا معنی کلام نہیں ہے۔ اور نہ ہی بے محل ہے۔ کیونکہ فیشن کے متعلق الٰہی پیشگوئی ہے جو سورۃ کہف کی شروع کی دس آیات ہیں۔ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملاً۔ تحقیق ہم نے جو زمین پر بنایا ہے۔ وہ محض اس کی زینت ہے۔ یہ سامان آرائش اور آسائش ہم نے اس لئے ان لوگوں کو دئے ہیں۔ تاکہ ان پر ظاہر کر دیں۔ کہ کون ان میں اچھے اعمال کرتا ہے۔ قرآن کریم نے خوب یورپ کے فیشن کا فوٹو کھینچا ہے۔ اور صاف طور سے بتا دیا ہے۔ کہ اگر ان فیشن کے دلدادوں نے نیک اعمال نہ کئے۔ تو انا لجاعلون ما علیہا صعیداً جرزا۔ ہم اس زمین کی زینت کو خاک میں ملا دیں گے۔ اور صاف میدان کر دیں گے۔

فیشن یورپ کو کھا رہا ہے۔ اور ان کے حکماء اور دانا لوگ اس سے بہت تنگ ہیں۔ غرضیکہ قرآن کریم نے ان کے فیشن کو خوب کھول کر بتا دیا ہے۔ کہ یہ محض زمینی زینت ہے۔ اس سے بڑھ کر نہیں۔ واللہ عندہ حسن المآب۔ اگر وہ لوگ اس دنیا پر قناعت نہ کریں۔ بلکہ وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا۔ جو اللہ نے عطا کیا ہے اس سے آخرت کے سامان مہیا کریں۔ اور دنیا کے حصہ کو بھی نہ چھوڑیں۔ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ۔ جو دنیا کا بدلہ چاہتا ہے۔ اس کو کہدو۔ کہ اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا بدلہ ہے۔ کیوں صرف دنیا ہی طلب کرتے ہو۔ آخرت کی بھی فکر کرو۔

# تجارت!

جس زمانہ میں مسلمانوں کے پاس حکومت ہند کی باگیں تھیں۔ اسوقت تو انہیں انتظام مملکت سے ہی فرصت نہ ہوتی تھی۔ اور عام طور پر ان کا پیشہ ملازمت یا سپہ گری تھا۔ تجارت کو عام طور سے وہ ہندوؤں کے سپرد کر چکے تھے۔ اور اسوقت انہیں اسکا کچھ نقصان بھی نہ تھا۔ لیکن حکومت کے جانے کے بعد بھی وہ اسیطرح غافل ہی رہے۔ اور گو سلطنت کی باگیں ان کے ہاتھوں میں نہ تھیں۔ لیکن ان کے دماغ میں شاہانہ خیالات چکر لگا رہے تھے۔ ہندوؤں کے قبضہ میں تجارت کا کام تو پہلے ہی سے آ چکا تھا۔ اور ابتدا ہی میں ان کا مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن پھر بھی چونکہ ایشیاء سے تجارتی منڈیوں کی تبدیلی براعظم یورپ کو ہو گئی تھی۔ اور ہندو بھی اپنے مرکز پر پورے طور سے قائم نہ رہے تھے۔ یہ وقت تھا۔ اگر مسلمان ہوش میں آتے۔ اور فوراً اپنی ہمسایہ قوم کے ساتھ ساتھ تجارت کی طرف متوجہ ہو جاتے لیکن اوّل تو غدر کے دلسوز واقعہ نے انہیں ماتم عزیزان سے ہی فرصت نہ لینے دی۔ اور جب ہوش بجا بھی ہوئے۔ تب بھی انہوں نے تجارت کیطرف اسلئے توجہ نہ کی۔ کہ یہ ان کے منصب شاہانہ کے خلاف تھے۔ اور گو دولت و ادبار کے گھٹا ٹوپ بادل ان کے سروں پر چھا رہے تھے۔ لیکن وہ ابھی اسی خیال میں تھے۔ کہ ہم ایسے ہیں اور ہم ویسے ہیں۔ اپنے اوقات کاموں میں لگانے کی بجائے ان کی مجالس میں یہ ذکر ہوتا رہا۔ کہ ہمارے دادا صاحب فلاں صوبہ کے گورنر تھے۔ اور نانا صاحب شاہی دربار کے حاضر باشوں میں سے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میدان تجارت میں وہ بہت پیچھے رہ گئے۔

اب کچھ کچھ ہوش آنے لگی ہے۔ مگر خمار سلطنت اب بھی باقی ہے۔ اوّل تو بہت قلیل گروہ ہے۔ جو تجارت کی طرف متوجہ ہے۔ اور جن کو شوق ہے بھی اور وہ تجارت کی طرف متوجہ ہونا بھی چاہتے ہیں تو ان کی جھوٹی عزت زنجیر پا بن جاتی ہے۔ اور فوراً سوال ہوتا ہے۔ کہ سرمایہ کہاں سے آئیگا۔ مسلمانوں کے خیال میں اب تک بات آئی ہی نہیں کہ دس بیس ہزار روپیہ سے کم میں بھی تجارت ہو سکتی ہے۔ ہندوؤں کو دیکھا جاتا ہے۔ دو دو تین تین پیسوں کی چیزیں تیار کر کے چھابڑی لگا کر بازار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ ہزاروں کی دوکان بنا لیتے ہیں۔ مگر مسلمان اگر تجارت کی طرف راغب بھی ہوں تو بھی ایک خاص آن کے ساتھ اور اسی لئے وہ دوسری اقوام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسوقت یورپ و امریکہ کے کئی کروڑپتی ہیں۔ جو معمولی مزدورانہ زندگی بسر کرتے ہوئے کروڑوں روپیہ کے مالک ہو گئے۔ اور ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کر کے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تجارت روپیہ سے نہیں بلکہ ہنر اور محنت سے ہوئی ہے۔ اور جب ہم اپنے ملک میں اہل ہنود کی مثال دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بات بالکل درست اور حق ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ مسلمان اب بھی خواب غفلت سے جاگیں گے اور جو کچھ وہ اپنی نیند میں پچھلے دنوں کا نقشہ دیکھ رہے ہیں۔ اُسے طاق نسیان میں رکھ کر موجودہ حالات کے ماتحت اپنی روش میں تغیر کریں گے اور اب اُن شاہانہ خیالات کو اپنے دل سے نکال دیں گے۔ جو پدرم سلطان بود سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ کامیاب وہی ہوتا ہے جو ماضی پر خوش ہونے کی بجائے حال و مستقبل کی درستی کی فکر کرے۔

خوب یاد رکھو۔ کہ تھوڑی سے تھوڑی پونجی سے بھی تجارت ہو سکتی ہے۔ ہاں محنت و کوشش کی ضرورت ہے اور ہمت و استقلال کی ان نقائص کو دور کر کے جو کچھ بھی سرمایہ پاس ہو اُس سے کاروبار تجارت شروع کر دو۔ اور پھر نتیجہ دیکھو۔ کیا نکلتا ہے۔

# میں کون ہوں؟

یورپ کا روحانیت سے متنفر فلاسفر ڈارون کا پیرو کہیگا۔ کہ مسئلہ ارتقا کی رو سے میں پہلے بندر تھا۔ لیکن میں اب بلا تاخیر کہوں گا۔ تو البتہ تیرے جد اعلیٰ ظاہری معنوں میں قردۃ خاسئین ہوں گے۔ میں تو آدم اور ابن آدم ہوں۔ میرا ارتقا تو ہوا۔ اور میں نے تدریج ترقی بھی کی لیکن میرے پاؤں میں گرفت کی طاقت کبھی نہ تھی نہ ہے۔ میں بندر سے نہیں۔ بلکہ کھنکھناتی مٹی سے پیدا ہوا۔ میں ایک وقت اپنے باپ کی پیٹھ میں تھا پھر ماں کے پیٹ میں رہا۔ پھر گوشت کا لوتھڑا مضغہ علقہ اور جنین بنا اس کے بعد طفل نادان پھر باشعور مرد جوان ہوا۔ اس لئے میں بندر کا بیٹا آدمی نہیں۔ بلکہ آدم کا بیٹا آدم ہوں۔ اور میرا ارتقا میرے خالق میرے باری میرے مصور کی حکمت بالغہ کے ماتحت اسکی باریک در باریک تدابیر کے رو سے ہوا۔ میں جب اپنی خلقت پر اپنے

جسم کی تکمیل پر غور کرتا ہوں۔ تو ایک طرف میری روح اپنے خالق کے احسانات یاد کر کے وجد میں آتی ہے۔ اور دوسری طرف میں اپنی کاہلی اور ناشکر گذاری پر نادم ہوتا ہوں۔ بھلا کون ہے جو یہ کہے۔ کہ تیرا ہونٹ اصل مقام پر نہیں۔ ذرا اوپر ہونا چاہیئے تھا۔ وہ کون ہے؟ جو یہ کہے۔ کہ آنکھیں دو نہیں تین اور ناک ایک نہیں دو ہونی چاہیئے تھیں۔

غرض میری خلقت میری بناوٹ کل مخلوق سے بالا اور مکمل واکمل ہے۔ اور میں اشرف المخلوقات ہوں۔ بلکہ اگر عالم صوری پر نظر ڈالوں اور اپنے گردپیش کے مظاہر قدرت کو دیکھوں۔ تو مجھے خیال ہوتا ہے۔ کہ میں بجائے خود ایک عالم ہوں۔ اگر نقاش قدرت نے روئے زمین کو نباتات کے بیل بوٹوں سے مزین کیا ہے تو اس مصور حقیقی نے میرے بدن کی سطح کو بالوں کی روئیدگی سے زینت دی ہے۔ اگر صانع مطلق نے نازک زمین کو پہاڑوں کی میخوں سے مضبوط کیا ہے۔ تو اس نے میرے نرم اجزائے گوشت کو بھی ہڈیوں کی چٹانوں کے ذریعہ باہم پیوستہ کر رکھا ہے۔ اگر زمین پر دریا اور ندیاں بہ رہی ہیں تو میرے اندر شریانوں اور رگوں کا جال بچھ رہا ہے۔ اگر چاند اور سورج تاریک زمین کو اپنی نورانی شعاعوں سے منور کرتے ہیں۔ تو میری آنکھیں میرے لئے سورج و چاند کا کام دیتی ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا جسم ایک شہر ہے۔ جسکا حاکم یا امیر میری روح ہے۔ میری عقل اس کی وزیر با تدبیر ہے۔ جبتک میں اس وزیر کا کہنا مانکر دانشمندی اور مآل اندیشی سے کام لیتا رہوں۔ شہر کے تمام امور عمدگی سے سرانجام پاتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک شریر نفس امارہ بھی ہے۔ جو اپنی چکنی چپڑی خوشامدانہ باتیں سنا کر کبھی کبھی مجھے بھرے میں لے آتا وزیر کے مشورہ کے خلاف کرتا اور انجام کار خراب کرتا ہے۔ اس شہر میں اکثر پیشہ ور قیام رکھتے ہیں ایک طباخ ہے جو غذا تیار کرتا معدہ میں کھانے کو پکا کر حرارت غریزی پیدا کرتا اور خادموں کے ذریعہ سے تمام اطراف اکناف شہر میں پہونچاتا ہے۔ بول و براز کی صفائی کے لئے بھنگی و ماشکی بھی ہیں۔ عطار بھی ہے جو غذا سے عرق کھینچ لیتا ہے اور ایک صباغ ہے جو رنگا رنگ کے عرقوں کو سرخ رنگ دیکر خون بنا دیتا ہے۔ پھر دھوبی ہے جو خون کو دھوکر کہیں سفید قطرہ منی اور کہیں دودھ بنا دیتا ہے اور طرفہ یہ کہ جب میں سوتا ہوں تو یہ پیشہ ور اس وقت بھی کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی ذرا دیر کے لئے کام بند کردے۔ تو شہر کا بنا بنایا کھیل بگڑتا اور اجڑنے کے سامان شروع ہو جاتے ہیں بھلا یہ شہر کس نے آباد کیا؟ اور اسقدر خدمتگار خادم جو شب و روز میری خدمت کے لئے مامور اور ہمہ تن مصروف ہیں کس نے مقرر فرمائے؟ اسکا جواب میں نے قول بلیٰ کے دن ہی دیدیا تھا اور اب بھی اگر پوچھا جائے لمن الملک الیوم میں کہونگا للّٰہ الواحد القہار کیونکہ اس شہر اس عالم کا اصل مالک اور خبرگیراں خالق کون و مکان رب العالمین ہے۔

اللہ اللہ میں بھی کسقدر غفلت شعار اور احسان فراموش ہوں اور نہیں دیکھتا۔ کہ اگر کوئی دنیوی امیر میری خدمت کے لئے ایک خادم کو بھیجتا تو میں اس کا کسقدر شکر گذار ہوتا۔ پھر وہ جو میرا باری اور میرا رب ہے۔ میری خدمت کے لئے شب و روز حاضر باش خدمتگار مامور کرے اور میں ادائے شکر کے فرض میں قاصر رہوں۔ استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

پھر اگر میں غور کروں تو میں مسافر ہوں۔ میرا سفر مہد سے شروع اور لحد پر ختم ہوتا ہے۔ اس سفر کی غرض اصل گھر کے لئے کچھ زاد فراہم اور کچھ کمائی کرنے کی ہے۔ اگر میں سفر میں آکر غرض سفر کو بھول جاؤں اور بجائے فراہمی کے آزاد ہو کر لہو و لعب کا شیدا اور غفلت و تساہل کا دلدادہ ہو جاؤں تو یقیناً میرے دن خراب اور میرا انجام بد ہو گا۔ اللھم احفظنی۔ مجھے لازم ہے کہ میں اس حاجی کے نقش قدم پر نہ چلوں جو گھر سے تو قافلہ کے ساتھ ہو کر ارادہ حج سے نکلے لیکن راستہ میں منزل مقصود پر پہونچنے کے خیال کو طاق نسیان میں رکھے اور اپنی سواری کے اونٹ کی خبرگیری میں مصروف ہو کر وقت ضائع کردے۔ ساتھی آگے نکلجائیں اور وہ دشت بلا میں اپنے تساہل کے نتیجہ بد کا شکار ہو کر کف افسوس ملتا ہوا بے نیل و مرام واپس ہو بیٹھے۔ یہ میرا کام تن آسانی اور جسم پروری نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مجھے عاقبت کا خیال رکھنا لازم ہے۔ کیونکہ عاقل مسافر وہ ہے۔ جو اس زمانہ کے صادق رہنما کے اس زریں قول کا مصداق ہے۔ (خدا حافظ بشرط زندگی پھر ملینگے اور بتائینگے۔ کہ ہم اور کون ہیں)

# تبلیغ احمدیت

احمدیت کی تبلیغ کے متعلق ایک سوال اٹھایا جاتا ہے۔ کہ چونکہ احمدیت کے ذکر سے لوگ شور مچاتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے خاموش کرنے اور رام کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم پہلے ان سے اس قسم کا کلام کریں۔ کہ جس سے وہ خوش ہو جائیں۔ اور انہیں یقین ہو جائے۔ کہ یہ لوگ اسلام کے دشمن نہیں۔ بلکہ خیرخواہ ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اسی طریق تبلیغ کا بیان قرآن شریف کی آیت کریمہ وجادلھم بالتی ھی احسن میں ہے۔ کہ لوگوں سے احسن طریق سے مباحثہ کرو۔ جسے سنکر وہ ناراض نہ ہوں۔ اسی طرح قرآن شریف نے اہل کتاب کو جسطرح تبلیغ کی ہے۔ اس سے بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ ہمیں کونسا طریق تبلیغ کا اختیار کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم کو فرماتا ہے۔ کہ اہل کتاب سے کہہ۔ کہ یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللّٰہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی کتاب کی طرف جو تم میں اور ہم میں برابر ہے کہ ہم عبادت نہ کریں۔ مگر اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ اور خدا کے سوا ہم میں سے بعض دوسروں کو رب نہ بنائیں۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو کہدو۔ کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

اب اس آیت کریمہ کو پڑھ کر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اہل کتاب کے سامنے پہلے مسئلہ توحید پیش کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے ہی ان سے رسول کریم کی رسالت منوائی گئی ہو۔ جیسے توحید کو مان لیں۔ تو بعد ازاں رسالت کا ذکر کرنیکا حکم ہے۔ نہ کہ پہلے ہی۔ اس لئے احمدیت کی تبلیغ کا طریق بھی یہی ہونا چاہیئے۔ کہ پہلے تو ہم لوگوں کو خوش کریں۔ اور ان کے سامنے ایسی باتیں کریں جن سے ان کا تنفر دور ہو۔ اور عام باتوں پر کلام کریں۔ جب ایک مدت کے بعد وہ لوگ کچھ ہمارے نزدیک آجائیں۔ اور انہیں ہمارے ایمان اور محبت اسلام کا یقین ہو جائے۔ تب بعد ان اختلافات کا بھی ذکر ہو سکتا ہے۔ کہ جو ہم میں اور دوسروں میں ہے۔

میں نے اس مسئلہ پر جسقدر غور کیا ہے۔ مجھے یہی ثابت ہوا ہے۔ کہ یہ رائے غلط ہے۔ اور قرآن شریف کے منشاء کے خلاف ہے اور بعض آیات کے معانی کے نہ سمجھ سکنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اگر قرآن شریف کی دیگر آیات پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ خود قرآن شریف سے ہی ان معانی کی تردید ہو جاتی ہے۔

جہاں قرآن شریف میں تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا کا ذکر ہے۔ وہاں لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ کا بھی تو بیان ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن شریف کا اس آیت کے ذکر سے یہ مطلب نہیں کہ اہل کتاب کو پہلے عام باتوں سے خوش کیا جائے۔ بلکہ وہ ہر ایک سچائی کو کھلے طور سے بیان کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کے خوش کرنے کے لئے ملمع سازی اور بناوٹ کے کام نہیں لیتا۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے یہاں تک اعتراض کر دیا۔ کہ قرآن شریف میں نعوذ باللہ اعداء اسلام کو گالیاں دیگئی ہیں۔ اور یہ اعتراض ان کو ان آیات کے مطالعہ سے ہوا جن میں قرآن شریف نے کھول کھولکر مذاہب باطلہ کا رد کر دیا تھا۔

لیکن چونکہ قرآن شریف سچائی اور راستی کے بیان کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس لئے اگر کسی انسان یا مذہب میں کوئی خوبی تھی۔ تو اس نے ضد اور ہٹ سے اس کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس کا اقرار کیا ہے۔ مثلاً عیسائی مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بات غلط تھی۔ اس لئے قرآن شریف نے اس کی تردید کر دی۔ ہاں مسیح ایک باخدا بزرگ اور نبی اللہ تھے اس بات کی قرآن شریف نے تصدیق کی۔ اور حق کا اظہار کر دیا۔ غرضیکہ قرآن شریف کسی سچائی کا انکار نہیں کرتا۔ اس لئے عقائد باطلہ کا بطلان کر دیتا ہے۔ اور سچائیوں کا اظہار کر دیتا ہے پس اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ قرآن شریف کا یہ منشاء ہے۔ کہ عام باتوں کا ذکر کیا کرو۔ پھر جب ان پر لوگ کاربند ہو جائیں۔ تو دوسری باتوں کا بیان کرو درست نہیں۔

احادیث کے پڑھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ ہی محمد رسول اللہ کا کلمہ لگا چلا آتا ہے نہ کہ پہلے

توکفار مکہ کو لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کی گئی ہے۔ اور جب وہ مان گئے ہوں۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھایا گیا ہو۔

حضرت ابوذر غفاری کی حدیث کو بخاری میں کہوں کے پڑھو۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسطرح لا الہ الا اللہ کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ کی تبلیغ صحابہ کرتے تھے۔ اور قطعاً کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف نہ کرتے تھے۔

اگر حضرت معاذ بن جبل کو رسول کریمؐ نے یہ نصیحت کی تھی۔ کہ تم اوّل لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کرنا اور اگر وہ مان لیں۔ تو محمد رسول اللہ کی تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا قطعاً درست نہیں ہو سکتا۔ کہ اس سے ان لوگوں کو خوش کرنا منظور تھا۔ کیونکہ کفار عرب محمد رسول اللہ کے ماننے کو تیار تھے* پس لا الہ الا اللہ کو اگر پہلے پیش کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تو نہ اس لئے کہ پہلے عام وعظ ہو۔ بلکہ اس لئے کہ اسوقت عرب میں سب سے بڑا مرض بت پرستی کا تھا اور وہ سب کچھ مان لینے کو تیار تھے۔ مگر لا الہ الا اللہ کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے۔ کہ ایک دفعہ سرداران قریش رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور آپ سے عرض کیا۔ کہ اگر آپ چاہیں کہ ہم آپکو اپنا بادشاہ بنالیں تو ہمیں منظور ہے لیکن آپ توحید کی تعلیم ترک کر دیں۔ مگر آپ نے انکی اس بات کو ماننے سے قطعاً انکار کر دیا ہم اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ کفار عرب سب سے زیادہ کلمۂ توحید کے دشمن تھے۔ اور ان کے سامنے جو کلمۂ شہادت پیش کیا جاتا تھا۔ تو اس لئے کہ وہ اس کے مخالف تھے نہ اس لئے کہ اس سے ان کو نرم کیا جائے۔

* یعنی اوّل تو بعض بتانا ہوگی کہ لا الہ الا اللہ کیوں مانا جاوے۔

اب مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہو گیا۔ کہ بعض آیات و احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ عام وعظ ہوں اور پھر سلسلہ کی تبلیغ ہو بالکل غلط نتیجہ ہے۔ اور قرآن کریم و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ جہاں جہاں کی جماعتوں نے اس طریق کو اختیار کیا ہے۔ ان کی ترقی رک گئی ہے۔ اور ان کے دل کمزور ہو گئے ہیں حتیٰ کہ اب وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ کہ کوئی اور ہی کھلے الفاظ سے سلسلہ کا ذکر کرے۔ اور چونکہ عام طرز کے لیکچروں میں لوگ بہت آجاتے ہیں۔ اور لیکچرار سے اختلاف نہ ہونے کی وجہ سے سبحان اللہ اور جزاک اللہ کے نعرے لیکچرار کو گونجا دیتے ہیں۔ اس لئے جماعتیں اس قسم کے لیکچر دلوانے کی عادی ہو جاتی ہیں۔ وہ اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتیں۔ کہ خالص سلسلہ کا ذکر ہو۔ کیونکہ ڈرتی ہیں۔ کہ لوگ کم آئیں گے۔ اور تعریفیں تو بالکل نہ ہونگی۔ اور جلسہ بارونق نہ ہوگا۔ مگر میں سوال کرتا ہوں۔ کہ جلسہ کو بارونق کرنے کے لئے لیکچر دیئے جائیں) کیوں جائیں اگر جلسہ کی رونق ہی مطلوب ہے۔ تو بجائے لیکچروں کے بائیسکوپ کا تماشہ یا کرکٹ میچ کیوں نہ کروا دیا جائے۔ کہ لوگ بہت ہی آجائینگے۔ اور تعریفوں کی کوئی انتہا نہ رہے گی احمدیت کی تبلیغ نہ ان عام وعظوں سے ہوگی نہ اس کرکٹ میچ سے اس لئے نتیجہ دونوں کا

برابر رہیگا۔ ہاں اس طریق سے لوگ بہت زیادہ آجائیں گے۔

میری اس رائے پر ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں۔ وہ تو درست ہے۔ لیکن مذکورہ بالا آیات کا کیا مطلب ہے۔ انہیں بھی تو صاف کر کے دکھائیں۔ کہ ان سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ سو یاد رہے۔ کہ آیت جادلہم بالتی ھی احسن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بات کی تبلیغ کیجائے جس میں اختلاف ہو۔ کیونکہ اگر اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے۔ کہ پہلے عام باتیں کیجائیں۔ تو مجادلہ کا لفظ غلط جاتا ہے۔ مجادلہ تو اس صورت میں ہوتا ہے۔ کہ جب آپس میں اختلاف ہو۔ اور جب اختلاف ہی نہیں بلکہ عام باتوں کا ذکر ہو۔ تو پھر مجادلہ ہوگا ہی کیوں۔ پس جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ تو غلط ثابت ہو گیا۔ اب رہا یہ کہ آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن ہے۔ حکمت اور موعظہ حسنہ اور احسن کے کیا معنے ہونگے۔ سو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کا نام ہی حکمت رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایٰتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔ اس میں کتاب ہی کا دوسرا نام حکمت رکھا ہے۔

الموعظۃ الحسنہ کے معنے ہیں۔ کہ عمدہ نصیحت کی باتیں اور احسن کے ہیں۔ دلیل اعلیٰ سے اعلیٰ ہو۔ پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے۔ کہ اپنے رب کے راستہ کیطرف لوگوں کو قرآن شریف کے ذریعہ اور نصائح کے ذریعہ بلا اور اعلیٰ سے اعلیٰ دلائل کے ساتھ ان سے مباحثہ کر۔ اس سے یہ قطعاً نہیں نکلتا۔ کہ تو ان باتوں کا ذکر ان کے سامنے نہ کر جن سے انہیں اختلاف ہے۔ ہاں یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ بیہودہ گالیاں نہ دو۔ دلائل سے بحث کرو۔

باقی رہی دوسری آیت تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم والی اس کے بھی مجھے معنے کرنے کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ میرا آقا اور اُستاد میرا ہادی اور رہبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آج سے تیرہ سو سال پہلے خود ہی اس کے معنے کر گیا ہے۔ پھر اس کے بعد میری یا اور کسی انسان کی کیا حیثیت ہے۔ کہ اس کے خلاف اپنی طرف سے نئے معنے کرے۔

اس آیت کو اپنے ایک خط میں جو ہرقل قیصر روم کو لکھا تھا۔ اسطرح استعمال کیا ہے۔ کہ خود بخود اس کے معنے کھل جاتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد بن عبد اللہ الی ہرقل عظیم الروم سلام علےٰ من اتبع الھدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فانما علیک اثم الاریسین ویا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لانعبد الا اللہ ولانشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہرقل عظیم الروم کو لکھا جاتا ہے۔ جو شخص ہدایت کے تابع ہے۔ اُس پر سلام ہو۔ اس کے بعد معلوم ہو۔ کہ میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو سلامت رہو گے۔ اور دگنا اجر ملیگا۔ اگر پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔ تو تجھ پر تیری رعایا (کسانوں) کا گناہ بھی ہوگا۔ اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے۔ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی شے کو اس کا شریک قرار دیں۔ اور ہم میں سے بعض بعض کو اپنا رب بنائیں۔ خدا کے سوا۔ پس اگر پھر جائیں تو انہیں کہدو کہ ہم تو مسلمان ہیں۔

اس خط سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے اس آیت کے یہ معنی نہیں کئے۔ کہ تم صرف شرک سے پرہیز کرو۔ بلکہ اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ ہرقل کو اسلام کی طرف بلایا ہے۔ اور آگے یہ آیت شریفہ لکھی ہے۔ ورنہ اگر اس آیت کے کچھ اور معنے ہوتے۔ تو اس خط میں جس میں ہرقل کو اسلام لانے کے لئے کہا گیا تھا۔ اُسے درج نہ کیا جاتا۔

اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خود اس آیت میں لکھا ہے۔ کہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون۔ کہ اگر وہ نہ مانیں تو کہدو۔ کہ ہم مسلمان ہیں جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس آیت میں اسلام کی طرف ہی بلایا گیا ہے۔ اور وہ اسطرح کہ رسول کریمؐ کو لوگ اسی وجہ سے نہیں مانتے تھے۔ کہ اپنے علماء کے اندھے مقلد تھے جب ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا کے ماتحت اندھی تقلید کو چھوڑ دیں۔ تو خود بخود اسلام کی طرف رجوع ہوگا۔

غرضیکہ مذکورہ بالا آیات سے یہ نکالنا کہ پہلے عام باتیں کہنی چاہئیں۔ بالکل غلط ہے۔ اور ان آیات میں تو صاف طور سے اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کہیں بھی اس طریق پر عمل پیرا نہیں ہوا۔

آخر میں ہم اپنے دوستوں سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ نہایت نرمی اور احسن طریق سے اس طریق تبلیغ کو جاری کریں گے جسے خدا تعالیٰ نے اس وقت کے لئے چنا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کی بعثت کی وجہ ہی یہی ہے۔ کہ اس کے واسطہ سے اسلام کو پھیلایا جائے۔ اور اب یہی ایک دروازہ ہے۔ جس سے اسلام کی ترقی ہوگی۔ مسیح موعود کو مان کر ہی اب لوگ اسلام کو مانیں گے۔ پس اس کی طرف بلاؤ۔ تا مسلمانوں میں زندگی کے آثار پیدا ہوں۔ اور یہ مصیبت کے ایام دور ہو کر پھر اسلام کی ترقی کے ایام آئیں۔ اور دل راحت اور آنکھیں ٹھنڈک پائیں۔

---

# خطبۂ جمعہ

۳ اکتوبر - کو خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین نے رکوع ۵ - یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم پر پڑھا ◆

فرمایا - قرآن کریم عجیب عجیب پیرایئے میں نصیحتیں فرماتا ہے۔ بہادر سپاہی کی اولاد - تم بھی غور کر لو - کوئی اپنے آپ کو سیّد سمجھتا ہے - وہ اپنے بڑوں کی بہادری پر کتنا فخر کرتا ہے - کوئی قریشی کہلاتا ہے - وہ سیّدوں کو اپنی جز قرار دیتا ہے - اسی طرح کوئی مغل ہے کوئی پٹھان کوئی شیخ غرض مخلوق کے تمام گروہ اپنے آپ کو کسی بڑے آدمی سے منسوب کرتے ہیں - مگر سوچنے کی بات یہ ہے - کہ وہ بڑا آدمی کیوں بنا - اپنے اعمال سے - پس اگر تم ان اعمال کے خلاف کرو گے تو کیا بڑے بن سکتے ہو؟ ہرگز نہیں جو بہادری انسان کو بڑا بنا سکتی ہے - کیا اس بہادری کا ترک کر دینا انسان کو بزدل نہیں بنا سکتا ◆

مجھے ہمیشہ بڑا تعجب آتا ہے - کہ انسان بڑوں کی بڑائی پر فخر کرتا ہے - مگر اپنی طرف غور نہیں کرتا - کہیں اپنے خاندان کو بڑا بنا رہا ہوں یا اس کے غرق کرنے کے درپے ہوں - ایک چھوٹا آدمی ہمارے شہر (بھیرہ) میں بڑا بن گیا - اور بڑا ذلیل ہو گیا - وہ جو ذلیل ہو چکا تھا ایک دن اس بڑا بننے والے کی تحقیر کرنے لگا - میں نے اُسے کہا - کیا تمہاری طاقت ہے - کہ اس کے برابر بیٹھو - یا جیسا گورنمنٹ میں اس کا اعزاز ہے - اور وہ کرسی نشین ہے - کیا تم بھی کسی حاکم کے سامنے جانے کے قابل ہو - وہ تم سے کئی درجے اچھا ہے - کیونکہ اس نے نابود کو بود بنا دیا - اور تم نے بود کو نابود کیا - اب بتاؤ کہ تم بڑے ہو یا وہ ◆

(حاشیہ: صاحب بیرا بنتا - وہ چھوٹا بن گیا اور)

پس میرے پیارو! اگر تم بڑوں کی اولاد ہو اور خدا نے تمہیں تیرہ سو برس سے عزت دی تو بڑوں کے کاموں کو نابود کرنے والے نہ ہو - تم خود ہی بتاؤ - کہ وہ شرک کرتے - جھوٹ بولتے - دھوکا کرتے دوسروں کو دکھ دیتے تھے؟ ہرگز نہیں - تو کیا تم ان افعال کے مرتکب ہو کر بڑے بن سکتے ہو؟ بنی اسرائیل کو تو خدا نے شام میں بڑائی دی تھی - مگر اسلام نے یہاں تک معزز کیا - کہ تمہیں سارے جہان میں عظیم الشان بنا دیا - اس نعمت کا شکر کرو - کیونکہ یہ آیت اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین - تمہیں انعامات الٰہی یاد دلانے کے لئے نازل ہوئی ہے - اگر تم انعام الٰہی کی ناقدری کرو گے - تو اس کا وعید تیار ہے - کیونکہ جس طرح نیکی کا پھل اعلیٰ درجے کا آرام ملتا ہے ایسا ہی بدی کا پھل بھی ذلّت وادبار کے سوا کچھ نہ ہوگا - یہود کو کفران نعمت کی سزا میں پہلے مدینہ سے نکالا گیا - تو لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولئن قوتلتم لننصرنکم - کہنے والے کچھ کام نہ آئے - پھر جب مدینے سے نکالے گئے - تو ان کا کوئی مددگار نہ ہوا - اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ بھی معاملہ ہوا سپین سے ایک دن میں نکال دیئے گئے - لاکھوں لاکھ تھے جنہوں نے جانے سے فرار چون و چرا کی - ان کو عیسائی بنا لیا گیا - اب سیاحوں سے پوچھو اسلام کا وہاں نام نشان تک نہیں - مسجدیں ہیں اور چند عدالت کے کمرے وہ تمہارے رلانے کیلئے رکھ چھوڑے ہیں ◆

اسی طرح مراکش ہے - پھر طرابلس میں کئی لاکھ کا کتب خانہ تھا بنو امیہ کی اتنی بڑی سلطنت تھی - کہ ایک طرف چین اور ایک طرف فرانس سے اس کے حدود ملتے تھے - مگر اب یہ حال ہے - کہ کوئی اپنے بیٹے کا نام یزید یا معاویہ نہیں رکھتا - یعنی جنکی مدح سرائی ہوتی تھی - اب ان کا نام تک رکھنے کے روادار نہیں - پھر عباسیوں کی سلطنت تھی - ایک دفعہ محمود غزنوی سے ان کی کچھ رنجش ہو گئی - محمود غزنوی نے اس خلیفہ کو لکھا - کہ میں ہندوستان کا فاتح ہوں - اور میرے پاس اتنے ہاتھی ہیں - خلیفہ نے اُس کے جواب میں الم الم نہایت خوبصورت لکھوا کر بھیجدیا - محمود کے دربار میں تو سب فارسی دان ہی تھے - چنانچہ اس زمانے کی یادگار صرف شاہنامہ ہی باقی ہے - وہ تو کچھ سمجھے نہیں - آخر محمود نے کہا - کہ خلیفہ نے الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل یاد دلائی ہے - اور اس کا مطلب یہ ہے - کہ تمہارے پاس ہاتھی ہیں - تو ہمارا وہ اللہ ہے جو اصحاب فیل کو ہلاک کر چکا ہے - بہت ڈر گیا اور معذرت کی جس پر تعلقات درست ہو گئے - مگر پھر بغداد کا حال ہمیں معلوم ہے - وہ محمود غزنوی جو خلیفہ کی الم - الم سے ڈر گیا تھا - اسی پایہ تخت کو ہلاکو اور چنگیز نے تباہ کر دیا - ایک ہزار جن پر سلطنت کے متعلق دعوے کا گمان تھا - ان سب کو دیوار میں چن دیا - وہ بی بی جس کا نام نسیم السحر رکھا تھا - ایک گلی میں اس حالت میں دیکھی گئی - کہ کتے اس کا لہو چاٹ رہے تھے ◆

اور پھر میری آنکھوں کے سامنے بخارا ۔۔۔ سمرقند - دہلی لکھنؤ اور طرابلس کی سلطنتیں مٹ گئیں - دہلی کے شہزادوں میں سے ایک کو میں نے جموں میں ستار بجاتے میراسیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا ہے ◆

بے شک اللہ کے انعام بہت ہیں - مگر اللہ کی پکڑ اس سے بھی زیادہ سخت ہے - بنی اسرائیل کو فرعونیوں کا ظلم اور پھر اس سے نجات پانا یاد دلاتا ہے - اور فرماتا ہے - کہ فرعونی تمہیں طرح طرح کے عذاب دیتے تھے - تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو ذلت کے لئے زندہ رکھتے یا ان کا ننگ و ناموس تباہ کرتے - پھر ہم نے تمہارے لئے دریا کو جدا کیا - اور تمہیں بچا لیا - اور فرعونیوں کو غرق کر دیا - میرا استاد تھا پٹھان - قال اقوال پڑھاتا - اس میں ایک جگہ آتا ہے - کہ زید دریا میں غرق ہوا - اگر دریا نہ ہو تو غرق بھی نہ ہو - میں نے اپنی سمجھ کے موافق یہ اعتراض کیا تھا - کہ ہمارا فرعون (ابوجہل) تو جنگل ہی میں غرق ہو گیا تھا - غرض اگر بنی اسرائیل کو یہ احسان یاد دلایا ہے - تو مسلمانوں کے فرعون کو خشکی میں غرق کر کے اس کے بعد کئی انعامات انپر کئے ہیں - اب اگر وہ ناشکری کریں گے - تو سزا پائیں گے جس طرح حضرت موسیٰ کو چالیس روز خلوت میں رکھا - اسی طرح ہماری سرکار بھی غار حرا میں رہے ◆

وتحنث (یتعبد) فیہا لیالی ذوات العدد - ہماری سرکار پر ایسے ایسے انعام ہوئے - کہ ہمیں مالا مال کر دیا - بے شک اللہ کے بڑے بڑے احسان ہم پر ہیں - مگر نبی کریم کے احسان بھی ہم پر بے شمار ہیں - صرف دعا ہی کو لو - کہ کس کس موقعہ پر سکھائی - نکاحوں کے لئے استخارہ پھر بی بی کو گھر لانے پر ایک دعا ہے - پھر پاس جانے کی ایک دعا ہے پھر بچوں کے پیدا ہونے کی ایک دعا ہے - غرض حد ہی کر دی ہے - حضرت موسیٰ کو کتاب اور فرقان عنایت فرمائی - تو حضرت محمد رسول اللہ کو بھی ایک نور مبین - فیہا کتب قیمہ کتاب عطا فرمائی - حضرت موسیٰ کو فرقان بخشا - تو ہمارے سید بادشاہ کا فرقان بدر کی جنگ میں ظاہر ہوا - یہ اس لئے کہ ہدایت پاؤ - پس مسلمانوں کو چاہیئے - کہ وہ غفلت کو چھوڑ دیں - اور لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ کہنے والے نہ بنیں کیونکہ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں - نیکی کرو گے - تو نیک جزا پاؤ گے ◆

## بقیہ خبریں

**سائینس کانفرنس** - ۱۰ - ۱۷ جنوری کو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) کے کمرے میں سائنس کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز کی گئی ہے ◆

**سرلوئیس** ڈین سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کے ایماء سے جو مندرجہ عنوان پشتہ بننا شروع ہوا تھا - وہ حال میں مکمل ہو گیا ہے - اس پر ۳۶۴۹۰۹ روپیہ صرف ہوا ہے - پشتہ مذکور ایک سو پانچ فیٹ بلند ہے - جس میں ۱۹۱۳ بلین مکعب فیٹ پانی رہ سکیگا - جو اب تک ضائع جاتا تھا - اور بہت سی اراضی کو سیراب کرنے کا باعث ہوگا - میانوالی کی اراضی کو بھی پشتہ ہذا سے فائدہ پہونچیگا ◆

**پنجشنبہ** کے موسمی رپورٹ سے منکشف ہوتا ہے - کہ برہما و شمال مشرقی ہند میں متفرق اور جزیرہ نما کے نصف جنوبی حصہ میں عام طور پر بارش ہوئی - شمال ہند میں مشرقی ہوائیں چل رہی ہیں - بنگال بہار اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے مشرقی اضلاع کی ہوا مرطوب ہے ◆

**بمبئی ۲۰ جولائی** سنٹرل انڈیا ریلوے کے اوٹ آفس کے اہلکار بابو موتی لال ۵۳۰۰۰ ہزار روپیہ غبن کرنے کے الزام میں معطل کئے گئے ہیں اور اُن پر اجمیر میں فوجداری مقدمہ چلایا گیا ہے - ان کو ضمانت پر چھوڑنے سے انکار کر دیا گیا ہے ◆

## آئینہ کمالات اسلام

یہ اُردو اور عربی کتاب حضرت اقدس علیہ السلام کی تصنیف ہے۔ اس میں اسلام کے کمالات کا مشرح و مفصل ذکر ہے۔ شہاب ثاقب کی پوری تشریح ہے۔ اور مومن جہاں تک ترقی کر سکتا ہے خصوصاً خاتم الرسل کے مقام کی تشریح اور بہت سی اُن آیات کا ذکر ہے۔ جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئیں +

قیمت دو روپیہ (عہ)



## ازالہ اوہام ہر دو حصہ

اس ضخیم کتاب کے دو حصے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری کی وفات اور اپنے دعاوی کے ثبوت میں از روئے قرآن و حدیث و آثار سلف صالحین مفصل بحث فرمائی ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضوں کے پورے پورے جواب دیئے ہیں۔ یہ کتاب احمدی سلسلہ کے عقائد کے متعلق واقفیت حاصل کرنے اور تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے +

قیمت ہر دو حصہ (۱۰/۱ر) ایک روپیہ دس آنہ۔

## اعجاز احمدی

اس کتاب میں حضرت کا وہ مشہور و معروف قصیدہ ہے۔ جس کا معارضہ کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام مقرر ہے۔ اور ابتدا میں آپ نے اپنی پیشگوئیوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے +

قیمت صرف ۴ر۔ چار آنے۔

## براہین حصہ پنجم

جسکا دوسرا نام دعوت الحق بھی ہے۔ اس کتاب میں حضور مغفور نے مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دیئے ہیں۔ اور زلزلہ کی پیشگوئی کی تشریح فرمائی ہے۔ اور سورۂ مومنین کی ابتدائی آیات کی عجیب و غریب تفسیر ہے۔ جس میں حضور نے احمدی سلسلہ کا تصوف دکھایا ہے۔ دو لمبے چوڑے قصیدے بھی ہیں۔ جو معارف و حقائق قرآنیہ سے مملو ہے +

قیمت صرف ۱۲ر (بارہ آنے)

## چشمۂ معرفت

یہ بے نظیر کتاب حضرت اقدس نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں لکھی ہے۔ آریوں نے جو اصول کسی مذہب کی صداقت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ان پر ایک سیر کن بحث کی ہے۔ اور آریہ مذہب کے عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے اور آخیر میں سکھوں کے گورو کے اصل مذہب کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اور اس میں ایک طالب حق کے لئے کافی دلائل جمع کر دیئے ہیں +

قیمت عـ۸ر۔ (دو روپے آٹھ آنہ)

## حقیقۃ الوحی

اس کتاب میں جو بہت بڑے حجم کی ہے۔ حضور سچے اور جھوٹے الہام میں مابہ الامتیاز بتایا ہے۔ اور اپنی کئی سو پیشگوئیاں شواہد کے ساتھ مشرح و مفصل ارقام فرمائی ہیں۔ جن کو پڑھ کر ایک مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور منکر عنید پر حجت بہ ہمہ قائم ہوتی ہے +

قیمت صرف للعہ ر (چار روپے)

## قادیان کے آریہ اور ہم

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ جو آیات بینات سے پُر ہے۔ اسمیں اپنی بعض پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ اور اس میں ایک نہایت لطیف نظم بھی ہے۔ قیمت ۲/۱ر (ڈھائی آنہ)

## ست بچن

اس کتاب میں حضور نے گورو نانک صاحب کا مذہب اسلام ثابت کیا ہے اور اسکے لئے اُنکے اشعار سے اور چولہ سے اور اس قسم کے دیگر شواہد سے کافی ثبوت بہم پہنچایا ہے قیمت ۱۱ر

## مسیح ہندوستان میں

اگر آپکو یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ مسیح بن مریم واقعہ صلیب سے بچکر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کہاں تک پہونچے تو اس کتاب کو پڑھیئے۔ جو تاریخی ثبوتوں کے ساتھ مزین ہے قیمت ۱۲ر

## کشتی نوح

حضرت امام الزمان کی تعلیم کہ کن باتوں پر چلنے سے ایک احمدی سچا احمدی بن سکتا ہے۔ اور حضور کے دعویٰ کا ثبوت قابل دید و قابل اشاعت ہے۔ احباب کو ہر روز پڑھنی چاہیئے + قیمت ۲ر

## کلام محمودؓ

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے۔ سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ چڑھ کر اثر رکھتا ہے۔ کیوں نہ ہو وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں۔ اُن میں جو رقت و سوز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولا کی الفت و محبت میں لکھے جاویں۔ ان کا اثر تو حد سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں۔ وہ صرف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین صرف ایک نسخہ منگا کر بلاحظہ فرماویں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے قیمت ۸ر۔

المشتہر

مینیجر "الفضل" قادیان دارالامان - ضلع گورداسپور